SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, May 12, 1991

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at 10.30 of the clock in the morning with Madam Deputy Chairman (Dr. Noor Jehan Panezai) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم الله الرحمن الرحیم

الله ولی الذین امنوایخرجهم من الظلمت الی النور ط والذین کفروا
اولیٰئهم الطاغوت یخرجونهم من النور الی الظلمت ط اوآلئک اصحب
النار ج هم فیها خٰلدون o الم تر الی الذی حآج ابراهم فی ربه ان
اتٰه الله الملک اذ قال ابرهم ربی الذی یحی و یمیت لا قال انا احی و
امیت ط قال ابرهم فان الله یاتی بالشمس من المشرق فات بها من
المغرب فبهت الذی کفر ط والله لا یهدی القوم الظٰلمینo

ترجمہ : اللہ ان لوگوں کا ساتھی اور مددگار ہے جو ایمان کی راہ اختیار کرتے ہیں وہ انہیں (ہر طرح کی) تاریکیوں سے نکالتا اور روشنی میں لاتا ہے، مگر جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی ہے تو ان کے مددگار سرکش اور مفسد (معبودان باطل) ہیں وہ انہیں روشنی سے نکالتے اور تاریکیوں میں لے جاتے ہیں - سو یہی لوگ ہیں جن کا گروہ دوزخی گروہ ہوا ، ہمیشہ عذاب جہنم میں رہنے والا -

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, May 12, 1991

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at 10.30 of the clock in the morning with Madam Deputy Chairman (Dr. Noor Jehan Panezai) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ ولی الذین امنوایخرجھم من الظلمت الی النور ط والذین کفروا
اولیٰئھم الطاغوت یخرجونھم من النور الی الظلمت ط اوآلئک اصحب
النار ج ھم فیھا خٰلدون o الم تر الی الذی حآج ابراھم فی ربہ ان
اتٰہ اللہ الملک اذ قال ابرھم ربی الذی یحی و یمیت لا قال انا احی و
امیت ط قال ابرھم فان اللہ یاتی بالشمس من المشرق فات بھا من
المغرب فبھت الذی کفر ط واللہ لا یھدی القوم الظٰلمینo

ترجمہ : اللہ ان لوگوں کا ساتھی اور مددگار ہے جو ایمان کی راہ اختیار کرتے ہیں وہ انہیں (ہر طرح کی) تاریکیوں سے نکالتا اور روشنی میں لاتا ہے، مگر جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی ہے تو ان کے مددگار سرکش اور مفسد (معبودان باطل) ہیں وہ انہیں روشنی سے نکالتے اور تاریکیوں میں لے جاتے ہیں - سو یہی لوگ ہیں جن کا گروہ دوزخی گروہ ہوا ، ہمیشہ عذاب جہنم میں رہنے والا -

(اے پیغمبر) ! کیا تم نے اس شخص کی حالت پر غور نہیں کیا جس نے ابراہیمؑ سے اس کے پروردگار کے بارے میں حجت کی تھی اور اس لئے حجت کی تھی کہ خدا نے اسے بادشاہت دے رکھی تھی ؟ (یعنی تاج و تخت شاہی نے اس کے اندر ایسا گھمنڈ پیدا کر دیا تھا کہ خدا کے بارے میں حجت کرنے لگا تھا)جب ابراہیمؑ نے کہا ، میرا پروردگار تو وہ ہے جو مخلوقات کو جلاتا اور مارتا ہے تو اس نے جواب میں کہا ، جلانے اور مارنے والا تو میں ہوں) جسے چاہوں ہلاک کر دوں ، جسے چاہوں بخش دوں) اس پر ابراہیمؑ نے کہا ، اچھا اگر ایسا ہی ہے تو اللہ سورج کو پورب کی طرف سے (زمین پر) طلوع کرتا ہے تم پچھم سے نکال دکھاؤ - یہ جواب سن کر وہ بادشاہ جس نے کفر کا شیوہ اختیار کیا تھا ہکا بکا ہو کر رہ گیا (اور ابراہیمؑ کے خلاف کچھ نہ کر سکا) اور اللہ کا قانون یہ ہے کہ وہ ظالموں پر (کامیابی و فلاح کی) راہ نہیں کھولتا -

سورۃ البقرہ

میڈم ڈپٹی چیئرمین : مسٹر فصیح اقبال پوائنٹ آف آرڈر -

سید فصیح اقبال : جناب محترمہ چیئرمین صاحبہ! کل آپ نے اس بنا پر ہاؤس ملتوی کیا تھا کہ کوئی وزیر موجود نہیں تھا لیکن پاکستان ٹیلی ویژن نے جو خبر نشر کی ہے اس سے ہمارے ایوان کا استحقاق بھی مجروح ہوا ہے اور کبھی بھی درست خبر انہوں نے نہیں دی- سینیٹ کی جو کارروائی ہوتی ہے اس کی ایک sanctity ہے اگر وہ کوئی خبریں دیں تو ہاؤس کی مکمل کارروائی دیں یا نہ دیں اور ہمیشہ ایسا ہوتا رہا ہے کہ پسند و ناپسند پر خبر دے دی - مجھے افسوس ہے جب پارلیمنٹ جیسے ادارے کے لئے ان کا یہ رویہ ہے تو باقی ملک کے دیگر اہم اداروں کے لئے کیاہوگا - میں نے محسوس کیا ہے کہ انہوں نے سینیٹ کی کارروائی نشر کرنے کا ٹائم رات گیارہ یا بارہ بجے کا دیا ہوا ہے - جبکہ اس کے بارے میں ہاؤس نے کئی مرتبہ نوٹس لیا ہے- میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ ہاؤس کے تقدس کی وجہ سے آپ ان کی سرزنش کریں اور ان کو ہدایت کریں اگر پاکستان ٹیلی ویژن خبروں کے سلسلے میں جانبداری برتتا ہے تو بہتر یہ ہے کہ یہ خبریں نہ دیں ورنہ ہمارا استحقاق بھی مجروح ہوتا ہے یہ دنیا میں مسلمہ اصول ہے اور کم از کم پارلیمنٹ کو تو یہ اعزاز حاصل ہو کہ اس سلسلے میں پسند و نا پسند کو دخل نہ ہو - ملک میں اپوزیشن پارٹیاں ہیں اور باقی پارٹیاں ہیں اگر آپ عوام کو صحیح خبریں نہیں دینگے تو آپ اپنی credibility خود ختم کریں گے اور لوگ ذرائع ابلاغ کے دوسرے اداروں کی طرف توجہ دینگے -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : فصیح اقبال صاحب شکریہ - جناب عبداللہ شاہ صاحب ۔

سید عبداللہ شاہ : پوائنٹ آف آرڈر - میری شکایت بھی اسی قسم کی ہے کل پہلے میں اٹھا تھا - یہ جو ہمارے بھائی بنگلہ دیش میں مر گئے ہیں اور کشمیر میں مارے جا رہے ہیں اور جو راولپنڈی بم بلاسٹ میں جاں بحق ہوئے ہیں - دادو اور آزاد کشمیر میں روڈ ایکسیڈنٹس میں مرے ہیں - ان سب کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے جناب چیئرمین صاحب نے کہا تھا کہ لیڈر آف دی ہاؤس کچھ پیش کر رہے ہیں آپ بیٹھ جائیں - میں احتراماً بیٹھ گیا اس کا بالکل کہیں کوئی ذکر نہیں ہے کہ میں نے بھی کچھ کہا تھا - صرف یہ ہے کہ ہم نے ایک مہینے کی تنخواہ دے دی ہے - میری بھی یہ شکایت ہے - ہماری ایک چھوٹی سی اپوزیشن ہے جو بہت عرصہ کے بعد اس ہاؤس میں آئی ہے- ہمارے حقوق کی حفاظت کرنا آپ کا اولین فرض بنتا ہے- مہربانی کرکے ہمارے حقوق کی حفاظت کریں -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : شکریہ! عبداللہ شاہ صاحب آپ سے پہلے ہمارے ہاؤس میں صرف دو اپوزیشن کے ممبر ہوا کرتے تھے لیکن ان کو جو ہم نے عزت دی وہ پورے ہاؤس سے زیادہ تھی- آپ کو اس ہاؤس سے انشاء اللہ یہ شکایت نہیں ہوگی - فصیح اقبال صاحب آپ نے جو فرمایا ہے پریس کے یہاں جو نمائندے ہیں وہ سن رہے ہونگے- ٹریژری بینچز پر اب بھی گورنمنٹ کا کوئی بندہ نہیں ہے لیکن میں وزراء سے درخواست کرونگی کہ سینیٹروں کی یہ شکایت متعلقہ وزارت کو --

جناب عالم علی لالیکا : پوائنٹ آف آرڈر - شکریہ میڈیم چیئر پرسن صاحبہ - سید فصیح اقبال صاحب نے تو ٹیلی ویژن کے بارے میں عرض کیا ہے کہ ہمارا استحقاق مجروح ہوتا ہے کچھ اخبارات میں غلط رپورٹنگ اس قدر ہوئی ہے ہم نے تو احتجاجاً واک آؤٹ کیا تھا- اجلاس کو ملتوی کروایا تھا کہ وزراء کی حاضری کم تھی- اس میں ،میں نے وزراء کی عدم موجودگی پر نکتہ چینی کرنے سے پہلے ان دونوں ہاؤسز کو بلانے کے بارے میں کہا تھا کہ ان کو اکٹھا بلانا جو ہے ایک بنیادی غلطی ہے اس کی تو اصلاح ہوتی رہے گی- کچھ اخبارات نے کورم شارٹ ہونے کے بارے میں بھی رپورٹنگ کی ہے جس کو پڑھ کر مجھے بہت افسوس ہوا ہے کہ کورم شارٹ ہونے کا تو ذکر بھی نہیں ہوا تھا اور کچھ ہمارے ممبر بھائیوں سے خبر منسوب کی گئی کہ پروفیسر خورشید صاحب نے کورم شارٹ ہونے کی نشاندہی کی تھی اور کورم شارٹ ہوگیا تھا ایسی سنسنی خیز خبریں نہ پھیلانے کے بارے میں اخبار والوں کو ہدایت کی جائے -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : شکریہ لالیکا صاحب - اب اخبار والے سن بھی رہے ہونگے اور انہیں اپنی غلطی کا احساس بھی ہوگیا ہوگا - جی اقبال حیدر صاحب - پوائنٹ آف آرڈر۔

Mr. Iqbal Haider: On 10th April Madam Chairperson, in this House four Bills were passed and they were opposed by the Opposition benches, members of the PDA. In the reporting there was not a word mentioned that the two Bills were opposed by the PDA. This is a clear incorrect reporting in the entire electronic and the print media and this should be corrected on the record of the Senate also that the PDA members had opposed the amendment to the PPO-16 and 17 in the Bill which was passed because it is a point of information to the public. People really asked us why did not we oppose it? We said we did oppose it. Then they said, "why does not the reporting say so". The record of the Senate may kindly be corrected accordingly.

میڈم ڈپٹی چیئرمین : میں آپ کو یہ یقین دہانی کراتی ہوں کہ سینیٹ کے ریکارڈ پر ہر چیز موجود ہے - البتہ پریس والوں سے میں درخواست کروں گی کہ آپ تو چھ سال سے یہاں بیٹھے ہیں - ہر ممبر کی ہر چیز کو آپ صحیح رپورٹنگ میں رکھیں اور ایسی غلطیاں نہ کریں۔ شکریہ !

جناب عبدالرحیم مندوخیل : محترمہ چیئرپرسن ----

میڈم ڈپٹی چیئرمین - آپ چیئرمین ہی کہہ دیا کریں -

جناب عبدالرحیم مندوخیل : چیئرمین زیادہ بہتر ہے - مختلف بل جنہیں اپوز کیا گیا تھا جیسے اقبال حیدر صاحب نے فرمایا اس میں صرف پی ڈی اے نے ہی اپوز نہیں کیا تھا پختون خواہ (ملی عوامی پارٹی) نے بھی اپوز کیا تھا -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : وہ ریکارڈ پر ہے لیکن میں نے اخبار والوں سے گزارش کی

ہے اور آئندہ وہ ایک ایک بات نوٹ کرتے رہیں گے - شکریہ !

LEAVE OF ABSENCE

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب محمد حمید الدین سیالوی صاحب نے ناگزیر حالات کی وجہ سے ۱۱ تا ۱۸ مئی ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے - کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں -

(رخصت منظور کی گئی)

میڈم ڈپٹی چیئرمین : سردار محمد یوسف ساسولی صاحب نے علالت کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے ، کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں -

(رخصت منظور کی گئی)

ADJOURNMENT MOTIONS

میڈم ڈپٹی چیئرمین : اب تحاریک التوا لیتے ہیں ، اس میں ۲۰ ، ۲۴، ۲۶ ، ۲۸ اور ۳۱ ،یہ سب ایک ہی نوعیت کی تحاریک التوا ہیں - یہ ساری گدون امازئی کے مسئلہ کے بارے میں ہیں - اخونزادہ بہرہ ور سعید صاحب ، نمبر ۲۶ -

اخونزادہ بہرہ ور سعید : میں تحریک پیش کرتا ہوں ---

چوہدری امیر حسین : پوائنٹ آف آرڈر -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جی ، امیر حسین صاحب -

چوہدری امیر حسین : جناب والا ! گزارش یہ کرنی ہے کہ اس کا تعلق دو وزراء، وزیر خزانہ اور وزیر صنعت سے ہے- جہاں تک وزیر صنعت کا تعلق ہے وہ بیرون ملک

[Ch. Amir Hussain]

ہیں اور وزیر خزانہ اس وقت ایوان میں موجود نہیں ہیں - شاید وہ آ بھی جائیں لیکن میری گزارش ہو گی کہ اس دوران کوئی دوسری تحریک لے لیں ---

میڈم ڈپٹی چیئرمین : چوہدری امیر حسین صاحب- ہمیں بڑے افسوس سے یہ کہنا پڑرہا ہے کہ آپ کے پاس ایجنڈا پر پہلے سے موجود ہے - متعلقہ وزراء ایوان میں موجود نہیں ـ حکومت میں ہمیشہ ایسے ہوتا آیا ہے کہ اگر کوئی متعلقہ وزیر ایوان میں حاضر نہیں ہو سکتے تو وہ کسی اور وزیر صاحب سے درخواست کر لیتے ہیں. کہ وہ ان کی جگہ ایوان میں جواب دے دیں - بہرحال اب میں تحریک پیش کروادیتی ہوں-

چوہدری امیر حسین : آپ کا فرمانا درست ہے ، میں نے پتہ کیا تو مجھے پتہ چلا کہ آج ریلوے کے بارے میں بھی ایک تحریک التوا ہے -

ایک معزز رکن : میری بات ہوئی تھی ، وزیر صاحب موجود نہیں تھے -

(مداخلت)

میڈم ڈپٹی چیئرمین : آپ ایک کو بولنے دیں - آپ تشریف رکھیں -

چوہدری امیر حسین : جناب والا! میں نے آج ہی پتہ کیا تو معلوم ہوا کہ ایک ریلوے اور تین وزارت داخلہ کے متعلق تھیں جن کی ہم نے پوری تیاری کی تھی - یہ تحاریک التوا تھیں جن کے متعلق مجھے بطور انچارج وزیر برائے پارلیمانی امور بتایا گیا تھاکہ اگر ان چار تحاریک التوا کو پہلے لے لیا جائے تو میرے خیال میں بہتر رہے گا -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : پہلے جس تحریک التوا کا میں نے ذکر کیا ہے یہ بہت ہی اہم ہے- میں اس کو پیش کروا دیتی ہوں - وہ اس پر جو کچھ کہنا چاہیں ، کہہ لیں اور وزیر صاحب بعد میں اس کا جواب دے لیں -

چوہدری امیر حسین : ڈپٹی چیئرمین صاحبہ ! پھر ایسے کرتے ہیں کہ وہ اپنی بات پہلے کرلیں -

I will oppose it on technical grounds subject to the statement by the

concerned member.

میڈم ڈپٹی چیئرمین : تو پھر ایسے ہے کہ آپ ضروری نکات نوٹ کرتے جائیں اور ان کا جواب متعلقہ وزیر دے دے گا -

Abdullah Shah Sahib on a point of order

Syed Abdullah Shah: My point of order is that this in my humble opinion will be a very bad precedent that the entire House should wait for any honourable Minister who happens to be not present in the House. Their responsibilities are joint and several. The others should be ready for it. This will be a very bad precedent and I draw your kind attention to it.

Madam Deputy Chairman: Thank you. Behrawar Saeed Sahib.

پروفیسر خورشید احمد : پوائنٹ آف آرڈر -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : کیا آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں -

پروفیسر خورشید احمد : جی ہاں ، میں بڑے ادب سے درخواست کروں گا کہ ابھی وقت ہے اس مسئلہ پر چار پانچ تحاریک التوا ہیں ، وزیر خزانہ کو بلا لیا جائے - یہ کوئی مشکل بات بھی نہیں ہے ، یہ روایت بھی رہی ہے کہ متعلقہ وزیر کو بلایا جا سکتا ہے، اس لئے یہاں پر اس مسئلہ پر بحث کا آغاز کیجئے اور ان کو بلوا لیجئے -

چوہدری امیر حسین : جناب والا! میں گزارش کروں گا کہ گردون امازئی کے متعلق جو باقی چاروں بھی ہیں ان سب کو اکٹھے لے لیں - اس دوران، میں وزیر خزانہ کو فون کرتا ہوں -

[Ch. Amir Hussain]

I will ring to the Finance Minister to be present here if he is in Islamabad.

جناب بوستان علی ہوتی : پوائنٹ آف آڈر -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : شکریہ! جناب بوستان علی خان ہوتی ، پوائنٹ آف آرڈر -

جناب بوستان علی ہوتی : جناب والا! کل باقاعدہ میری ریلوے کے بارے میں تحریک التوا کو ملتوی کیا گیا تھااور کہا گیا تھا کہ وزیر متعلقہ آئیں گے تو پہلا نمبر میرا ہوگا - یہ آپ چیک کر لیں -

چوہدری امیر حسین : جناب چیئرمین -----

جناب بوستان علی ہوتی : جناب والا ! کل ہاؤس میں چیئرمین صاحب نے کہا تھا کہ کل میری ہی تحریک التوا پہلے لی جائے گی - اور یہ کوئی متنازعہ بات نہیں -

سید مزمل شاہ : پوائنٹ آف آرڈر ،

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جی فرمایئے -

سید مزمل شاہ : میری گزارش یہ ہے کہ وزیر موصوف اپنی ذمہ داری اور اپنی ذات کے لحاظ سے بھی بڑی اہم شخصیت ہیں ان کا یہ کہنا ہے کہ میں اس کو اپوز کر لیتا ہوں لیکن جب متعلقہ وزیر آئے گا تو اس پر بات ہو گی اگر ان کو اس کے متعلق علم ہی نہیں ہے تو وہ کیسے اپوز کریں گے ، ہو سکتا ہے کہ متعلقہ وزیر اسے اپوز ہی نہ کرے - اس صورت میں، میں سمجھتا ہوں کہ ان کا یہ کہنا کہ میں اسے اپوز کرلیتا ہوں ، یہ مناسب نہیں ہے -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : انہوں نے پہلے ہی یہ واضح کر دیا ہے کہ فنی وجوہ پر اپوز کریں گے -

سید اقبال حیدر: پوائنٹ آف آڈر ۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جی فرمایئے ۔

Syed Iqbal Haider: Under Rule 62 a privilege motion has precedence over the adjournment motion. A question of privilege shall have precedence.

میڈم ڈپٹی چیئرمین : اقبال حیدر صاحب ، میں تحریک استحقاق کی نہیں بلکہ تحریک التوا کی بات کر رہی ہوں ۔

Syed Iqbal Haider: I had already moved two privilege motions.

میڈم ڈپٹی چیئرمین : آج وہ ایجنڈے پر نہیں ہیں under process ہیں ۔ شاید چیئرمین صاحب کے پاس ہوں وہ بعد میں آئیں گی ۔

Syed Iqbal Haider: But Madam, one privilege motion was of very serios importance.

میڈم ڈپٹی چیئرمین : آج وہ ایجنڈے پر نہیں ہے ، کل شاید ہو ، اس سلسلے میں آج چیمبر میں چیئرمین صاحب سے بات کریں ۔ میں اب اگلی تحریک التوا لینا چاہتی ہوں ۔ چوہدری امیر حسین صاحب ، آپ وزیر خزانہ کو اطلاع کر دیں ۔ یہ جو بوستان علی ہوتی صاحب کی ہے ، میں اسے لے لیتی ہوں ، اتنی دیر میں وزیر خزانہ صاحب کو اطلاع کر دیں ۔

چوہدری امیر حسین : جناب نے درست فیصلہ کیا ہے ، میں صرف ایک وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ تحاریک التوا جن کا تعلق وزیر خزانہ اور وزیر صنعت سے ہے اس کے لئے دفتر کی طرف سے ، مجھے بطور انچارج منسٹر برائے پارلیمانی افیئرز یہ نہیں بتایا گیا کہ یہ آج لی جا رہی ہیں ۔ اگر بتایا جاتا تو متعلقہ وزیر نہ بھی اجلاس میں آتے تو میں ان کی طرف سے جواب دے دیتا ۔ جو دوسری چار ہمیں بتائی گئی ہیں ، ہم ان کے لئے

[Ch. Amir Hussain]

تیار ہیں - میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ اس میں ہماری کوئی کوتاہی نہیں ہے - ان کی جگہ آپ یہ لے لیں ، اس دوران میں متعلقہ وزیر سے رابطہ قائم کرتا ہوں - اگر وہ اسلام آباد میں موجود ہوئے تو ضرور ایوان میں حاضر ہوجائیں گے -

جناب عالم علی لالیکا : پوائنٹ آف آرڈر-

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جی فرمائیے -

جناب عالم علی لالیکا : جناب والا ! یہ توعالم ہے وزراء حضرات کے معلومات فراہم کرنے کا ----

میڈم ڈپٹی چیئرمین : اب آپ تشریف رکھیں تا کہ میں اگلی آئیٹم پر بات شروع کروا سکوں -

جناب عالم علی لالیکا : جناب والا! کچھ عرصہ پہلے آرڈرز آف دی ڈے کی کاپی ممبران کے کمروں میں پہنچائی جاتی تھی ، میں بھی اسے وصول کرتا رہا ہوں اور پڑھتا رہا ہوں اب یہ روایت بھی ختم ہوتی جا رہی ہے -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : سیکرٹری صاحب ، ذرا لالیکا صاحب کی بات سنیں ، جو وہ فرما رہے ہیں -

جناب عالم علی لالیکا : جب وزراء کا یہ عالم ہے کہ ان کو اطلاع نہیں دی جاتی تو ہم بے چارے کس باغ کی مولی ہیں - حالانکہ پہلے آرڈرز آف دی ڈے کمروں میں بھیجا جاتا تھا -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : ٹھیک ہے جی اب تحریک التوا نمبر ۴ - بوستان علی ہوتی صاحب اور نمبر ۲۵ ، فصیح اقبال صاحب کی - یہ دونوں ایک ہی نوعیت کی ہیں اس لئے میں جناب بوستان علی ہوتی صاحب سے درخواست کروں گی کہ وہ اپنی تحریک پیش کریں -

جناب بوستان علی ہوتی : میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ اسلام آباد کے اخبار " دی مسلم " نے ۳۱ مارچ کو سرکاری خبررساں ایجنسی اے پی پی کے حوالے سے خبر دی ہے کہ پاکستان ریلوے نے مسافروں اور باربرداری کے کرایوں میں ۱۲ اور ۱۵ فیصد اضافہ کر دیا ہے۔ اس اضافے کا اطلاق یکم اپریل سے ہوگا۔ ریلوے کے کرایوں میں یہ اضافہ بظاہر نہ تو وفاقی کابینہ کی منظوری سے کیا گیا اور نہ ہی اس بارے میں ارکان پارلیمنٹ کواعتماد میں لیا گیا ۔ اس اچانک اضافے سے ملک بھر میں بے چینی کی لہر دوڑ گئی ہے اس لئے اس فوری نوعیت کے مسئلے پر غور کے لئے ایوان کی کارروائی روک دی جائے تاکہ اس پر بحث کی جا سکے ۔

چوہدری امیر حسین : دوسری بھی فاضل ممبر پڑھ لیں ۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب فصیح اقبال ۔

سید فصیح اقبال : میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ پاکستان ریلوے کے کرایوں میں اضافہ کیا گیا ہے یہ ایک اہم اور قومی نوعیت کا مسئلہ ہے لٰہذا معمول کی کارروائی روک کر اس پر بحث کی جائے ۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جی بوستان علی ہوتی صاحب ۔

جناب بوستان علی ہوتی : جناب یہ تحریک اس لئے پیش کی گئی ہے کہ اسکی public importance ہے کیونکہ عادم آدمی اس سے متاثر ہوگا ۔ ایک تو مسافروں کے کرایوں میں اضافہ کیا گیا ہے اور دوسرا مال برداری کے کرایوں میں جب کرایہ بڑھے گا تو ----

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب بوستان علی ہوتی صاحب ایڈمسبلٹی پر بولیں ۔

جناب بوستان علی ہوتی : میں ایڈمیسبلٹی پر ہی بول رہا ہوں۔ یہ public importance کامسئلہ ہے کیونکہ اس سے براہ راست عوام متاثر ہو گی اور جہاں تک definite matter کا تعلق ہے تو یہ ایک مسئلہ کی بات ہے ، یہایک اہم مسئلہ ہے اور اس لئے definite بھی ہے اور recent occurrence اس لئے ہے کہ جب اجلاس بلایا گیا

[Mr. Bostan Ali Hothi]

تو ہم نے یہ تحریک پیش کر دی - عام پبلک ریلوے سے متاثر ہوتی ہے - آپ نے پچھلے دور میں دیکھا ہوگا کہ ریلوے میں بے تحاشا بے ضابطگیاں ہوئی ہیں بہرحال ہم اس کی ذمہ داری موجودہ حکومت یا وزیر پر نہیں ڈالتے - مزید تفصیلات میں اس کے ایڈمٹ ہونے کے بعد پیش کرونگا لہٰذا آپ سے درخواست ہے کہ اس کو ایڈمٹ کریں تاکہ تفصیل کے ساتھ بات کی جاسکے -

سید فصیح اقبال : محترمہ ڈپٹی چیئرمین صاحبہ! جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ پاکستان میں عام آدمی کی ضروریات کے سلسلے میں تمام چیزوں کی اس وقت پوزیشن یہ ہے کہ گرانی بڑھ چکی ہے اور ریلوے سب سے زیادہ cheap transport ہے - یہ بھی صحیح ہے کہ ریلوے میں دس پندرہ سال پرانی بدعنوانیاں پائی جاتی ہیں اور یہ محکمہ over staffed ہے انکی تکالیف اپنی جگہ لیکن جب عام آدمی کے لئے کوئی آپ فیصلہ کرتے ہیں تو پارلیمنٹ کو اعتماد میں لینا چاہیئے عوام کو اعتماد میں لینا چاہیئے - آخر کار آپ جو کرائے بڑھا رہے ہیں ریلوے کے نظام کو درست کرنے کے لئے کر رہے ہیں - اکثر دیکھا گیا ہے کہ پاکستان میں جب بھی کوئی چپکے سے فیصلہ کیا گیا تو اس سے کبھی بھی بہتر اثر نہیں ہوا - ریلوے تو ریلوے ہے آپ پی آئی اے کو دیکھیں - پچھلے ایک سال میں چار مرتبہ اس نے کرائے بڑھائے ہیں لیکن پی آئی اے کی کارکردگی پر کوئی فرق نہیں پڑا - اسی طرح سے گاڑیوں کی آمد و رفت میں تاخیر ہوتی ہے جس سے مسافروں کو بڑی تکلیف ہوتی ہے -

اب ریلوے چونکہ عام آدمی کی ضرورت ہے اور پاکستان میں کروڑوں آدمی اس سے استفادہ کرتے ہیں - چاہیئے تو یہ تھا کہ جب انہوں نے کوئی فیصلہ کرنا ہے تو میرے خیال میں بجٹ سے پہلے فیصلہ کرنے کی ضرورت نہ تھی - انہوں نے کابینہ میں ریلوے کا پروجیکشن دیا تھا لوگوں کو یہ خوشی ہوئی تھی کہ ریلوے اب ایک فعال ادارہ بنے گا، اس میں کچھ نئے منصوبے آئیں گے اور انکی جو تکالیف ہیں ہو سکتا ہے وہ کرایہ بڑھا کر پورا کریں - لیکن عوام اور Tax payers کو اس طرح تکلیف نہیں دینی چاہیئے تھی - سنا ہے ساٹھ ہزار آدمی ریلوے میں زائد ہیں - اگر ریلوے میں اس طرح بھرتی کی گئی ہے پچھلی حکومت میں یا پچھلے دس سال میں کی گئی ہے تو یہ ان لوگوں کا کام تھا جو منتظمین تھے - ریلوے بورڈ ایک قومی ادارہ تھا وہ مرکز میں موجود ہے - ساٹھ ہزار آدمیوں کا بوجھ آپ ایک عام آدمی پر تو نہیں ڈالتے - اس کی وجہ یہ ہے کہ ریلوے unmanageable department بن چکا تھا - اب مجھے خوشی ہے کہ موجودہ وزیر اور ان کے جو اہلکار ہیں انہوں نے سوچا ہے کہ ریلوے کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ لوگوں کی ضروریات پوری کرے - آپ غور

کریں کہ پانچ چھ بلین اس کا خسارہ ہے - یہ کیوں ہے - اس میں bad management زمین کی encroachment بھی شامل ہے۔ریلوے کی زمین اونے پونے فروخت کر دی گئی ہے - آج تک اس کا فیصلہ نہیں کیا گیا - عرض یہ ہے کہ جب تک پارلیمنٹ کو اعتماد میں نہ لیا جائے ایسا فیصلہ نہ کیا جائے - بجٹ سے پہلے انہوں نے کرایہ بڑھایا ہے تو ایسا لگتا ہے کہ بجٹ کے بعد بھی یہ کرایہ بڑھے گا - لہٰذا وزیر موصوف اس پر فیصلہ فرمائیں -

دوسری چیز یہ ہے کہ لوگوں کی تکالیف کا کیا تدارک کیا گیا - کرائے بڑھانے کا تو آپ کا یکطرفہ فیصلہ ہے لیکن ان کی مشکلات و مسائل کے حل کا کوئی علاج ان کے پیش نظر ہے یا نہیں - میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسکو بحث کے لئے منظور کیا جائے تاکہ لوگوں کو پتہ چلے کہ ریلوے کس طرح حکومتوں کی غفلت کا شکار رہا ہے - آج اگر ریلوے اسٹیشنوں پر جائیں تو وہاں مسافروں کے چلنے کے لئے جگہ نہیں ہے - ٹھیلے والے اور خوانچہ فروشوں نے سٹیشنوں پر قبضہ کیا ہوا ہے - ریلوے کی اتنی زبوں حالی ہے کہ اسکے لئے ریلوے کمیشن مقرر کیا جائے جس میں پارلیمنٹ اور عوام کے نمائندے بھی شامل کئے جائیں لہٰذا اس کو بحث کے لئے منظور کیا جائے تاکہ ریلوے کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے تجاویز دی جا سکیں -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : وزیر برائے ریلوے جناب میر ہزار خان بجارانی صاحب -

میر ہزار خان بجارانی : محترمہ چیئرمین صاحبہ! جہاں تک اس تحریک التوا کی ایڈمسیبلٹی کا تعلق ہے تو وہ فیصلہ آپ نے کرنا ہے لیکن مجھے ذاتی طور پر اس بات پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا اگر آپ اس کو بحث کے لئے منظور کریں - کیونکہ میں خود چاہوں گا کہ اگر معزز اراکین کچھ اچھی تجاویز پیش کرسکتے ہیں اور میری رہنمائی کر سکتے ہیں تو میں کھلے دل سے انکی رہنمائی قبول کروں گا اور کوشش کروں گا کہ ان کی تجاویز کی روشنی میں ریلوے کی کارکردگی کو بہتر بناؤں - اگر یہ ایڈمٹ ہوتی ہے تو میں ممبر صاحبان کی تقاریر سننے کے بعد ہی کچھ اس کا جواب دے سکوں گا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو بات انہوں نے کہی ہے وہ صحیح ہے -

میر ہزار خان بجارانی : نہیں اس کو میں نے technically oppose کیاہے

[Mir Hazar Khan Bijarani]

لیکن اگر آپ اسے بحث کے لئے منظور کریں گی تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا -

Madam Deputy Chairman : The motions are held in order.

میں ایڈمٹ کرتی ہوں اور میں بحث کے لئے اگلے دن پر رکھتی ہوں -

Mr. Hasan A. Shaikh: Madam Chairman when an adjournment motion is admitted then it has to be discussed, you have held it to be urgent, therefore, it should be discussed today, not deferred.

میڈم ڈپٹی چیئرمین : ٹھیک ہے پھر آج ہی بحث ہوگی لیکن باقی ایجنڈے کے خاتمہ پر بحث ہوگی - جی بجارانی صاحب -

میر ہزار خان بجارانی : بس بھی میں درخواست کرنے والا تھا اگر یہ ایڈمٹ ہوگئی ہے تو اسے آج ہی ڈسکس کرلیں -

چوہدری امیر حسین : محترمہ اس کے لئے دو گھنٹے کا وقت مقرر کرنا ہوتا ہے تو وہ وقت مقرر فرما دیں -

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر : میں تجویز کرتا ہوں کہ دو بجے سے چار بجے تک -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : ایک بجے اس پر بحث شروع کریں گے - اچھا اگلی آئٹم نمبر ۲ -

Syed Iqbal Haider: Point of order Madam Chairperson Sahiba.

Madam Deputy Chairman: Mr. Iqbal Haider on a point

of order.

Syed Iqbal Haider: I had moved an adjournment motion yesterday, it has not been taken up. (on the price rise in the country)

میڈم ڈپٹی چیئرمین : کل definitely آپ نے جمع کروائی ہوگی لیکن وہ تو ابھی پراسس میں ہوگی -

سید اقبال حیدر : آج اسے آنا چاہئیے تھا -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : اپنی باری پر آجائے گی - آئٹم نمبر ۲ -

سید اقبال حیدر : ہماری باری ہی نہیں آتی کبھی -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : نہیں - آ جائے گی آپ کی باری - یہاں یہ شکایت آپ کو نہیں ہوگی - جناب بریگیڈئر قیوم صاحب -

MOTION UNDER RULE 171 (1) FOR CONDONATION OF DELAY

Brig. (Retd.) Abdul Qayum Khan: I beg to move;

that under sub-rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the time for presentation of Report of the Committee on Rules of Procedure and Privileges regarding amendments moved by Senators Muhammad Ali Khan, Ahmed Mian Soomro and Prof. Khurshid Ahmad and referred to the Committee by the House on 10th May, 1990, and other amendments to be made to the Rules of Procedure and Conduct of Business in the

[Brig. (Retd.) Abdul Qayyum Khan]

Senate, 1988; be condoned till today.

Madam Deputy Chairman: It has been moved;

that under sub-rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the time for presentation of Report of the Committee on Rules of Procedure and Privileges regarding amendments moved by Senators Muhammad Ali Khan Ahmed Mian Soomro and Prof. Khurshid Ahmad and referred to the Committee by the House on 10th May, 1990, and other amendments to be made to the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988; be condoned till today.

(The motion was carried)

Madam Deputy Chairman: Delay is condoned. Next Item No.3.

REPORT OF ST. COM. REGARDING AMENDMENT SUGGESTED IN THE RULES OF PROCEDURE

Brig. (Retd.) Abdul Qayum Khan: I beg to present Report of the Committee on Rules of Procedure and Privileges regarding amendments moved by Senators Muhammad Ali Khan, Ahmed Mian Soomro and Prof. Khurshid Ahmed and referred to the Committee by the House on 10th May, 1990, and other amendments to be made to the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988.

While the report is being presented, on a point of information I intend to move for the consideration of these amendments on 14th of this month because it relates to reconstitution of the committees and since the new committees have got to be reconstituted during this session, therefore, I have moved for condoning the time limit of two days to that of one day.

Madam Deputy Chairman: The report stands presented. Next Item No.4.

• اخونزادہ بہرہ ور سعید : پوائنٹ آف آرڈر - وزیر خزانہ صاحب تشریف لائے ہیں - آپ میری تحریک التوا پر مجھے بات کرنے کی اجازت دیں -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جب ایک تحریک التوا ایڈمٹ کر لیتے ہیں تو پھر قواعد کے تحت دوسری تحریک التوا نہیں لے سکتے - بدقسمتی سے اس وقت وزیرخزانہ صاحب موجود نہیں تھے اور یہ آپ لوگوں کی اتفاق رائے سے طے ہوا تھا کہ اگلی تحریک التوا لے لیں - میں تو چاہتی تھی کہ اگلی نہ لوں - لیکن آپ لوگوں کی اتفاق رائے سے میں نے اگلی تحریک التوا کو لے لیا -

Mr. Hasan A. Shaikh: I have another point of order. Madam, the item No.4 relates to the sitting Chairman today, could you take it up?

(interruption)

میڈم ڈپٹی چیئرمین : اور ممبر بھی ہیں - یہ تین ممبروں نے پیش کی تھی -

Mr. Hasan A. Shaikh: I have no objection, I have only pointed it out if you want to conduct the proceedings.

اخونزادہ بہرہ ور سعید : پوائنٹ آف آرڈر - جناب یہ جو میری تحریک التوا ہے اس کی قسمت کا فیصلہ کب ہو گا ؟

میڈم ڈپٹی چیئرمین : یہ اب اگلی نشست پر کریں گے -

اخونزادہ بہرہ ور سعید : کیا آج -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : اگلی نشست -

اخونزادہ بہرہ ور سعید : کیا کل -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : اگر آپ چیمبر میں آ جائیں تو آپ کو بتا دیں گے کہ اگلی نشست کب ہو گی -

Akhunzada Behrawar Saeed: It will be on the top.

میڈم ڈپٹی چیئرمین : انشاء اللہ - جناب فصیح اقبال صاحب پوائنٹ آف آرڈر -

سید فصیح اقبال : جیسا کہ ہمارے معزز سینیٹر بہرہ ور سعید صاحب نے فرمایا کہ گدون امازئی کا مسئلہ بڑا اہم ہے لیکن اس ضمن میں کافی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں - اس ایوان کو بھی یہ حق دیا جانا چاہیئے کہ وہ اس پر بحث کرے - وزیر صاحب تشریف لائے ہیں - اس مسئلہ پر کل قومی اسمبلی میں واک آوٹ ہوا ہے -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : فصیح صاحب میں اسے move کرانا چاہتی تھی لیکن آپ لوگوں نے کہا تھا کہ اگلی تحریک التوا لے لیں - میں تو اس کی اہمیت کے پیش نظر اسی کو move کروا کر وزیر صاحب کا انتظار کر رہی تھی - آپ لوگوں نے ہی کہا تھا کہ اگلی لے لیں - اب جب وہ ایڈمٹ ہوگئی تو رولز کے مطابق یہ نہیں لے سکتے -

سید فصیح اقبال : تو پھر اسے آپ اگلی نشست میں لے لیں -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : یہ میں نے کہہ دیا ہے کہ اگلی نشست میں انشاء اللہ اسے ترجیح دی جائے گی - عبداللہ شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر -

Syed Abdullah Shah: Madam my point of order is that I have also subscribed the same motion on the Gadoon happening and it is the consensus of the House.

(اس مرحلے پر جناب چیئرمین (جناب وسیم سجاد) کرسیء صدارت پر ممتکن ہوئے)

جناب چیئرمین : جی جناب عبداللہ شاہ صاحب -

Syed Abdullah Shah: This is a very important. So even if we have admitted another adjournment motion and under the rules we can not take up the next adjournment motion, I will request you Mr. Chairman that the rules be relaxed in view of the feelings and the aspirations of the House and the second adjournment motion which is more important be taken up and then the other regarding Railways may also be taken up. The rules can be relaxed with the consensus of the House.

جناب چیئرمین : وہ ہوسکتا ہے - قومی اسمبلی میں بھی کل یہ مسئلہ آیا تھا - سوال یہ ہے کہ can it be done just off-the-cuff یعنی اگر آپ باقاعدہ rules relaxation کا نوٹس دیتے تو یہ ایسا مسئلہ نہیں ہے کہ نہ لیا جاتا -

Syed Abdullah Shah: This motion was first on the list but could not be taken up because the honourable Minister was not present. Therefore, the House had to take up the second motion.

Mr. Chairman: Now, it has been taken up. We can take it up tomorrow or day after, no matter, we will take it up.

Akhunzada Behrawar Saeed: Sir, I had given a notice alongwith this, I don't know how it failed to come on the agenda. The notice was that the rules may be suspended.

جناب چیئرمین : قواعد معطل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی - آپ کی تحریک تو ایجنڈے پر تھی - سوال یہ ہے کہ رولز کے مطابق جب ایک تحریک التوا ایڈمٹ ہوجائے تو پھردوسری کو ٹیک آپ نہیں کیا جا سکتا - اب ایک ایڈمٹ ہو چکی ہے - نہ صرف ایڈمٹ ہو چکی ہے بلکہ میرے خیال میں ڈپٹی چیئرمین نے اس پر بحث کے لئے وقت بھی مقرر کر دیا ہے اور آج اس پر بحث بھی ہوئی ہے - غالباً انہوں نے ایک بجے کا ٹائم بھی مقرر کر دیا ہے - لہٰذا میرے خیال میں دوسری آئٹم کو لیتے ہیں - اور وہ ہے آئٹم نمبر ۴ -

ایک معزز رکن : جناب والا! گدون امازئی کا مسئلہ بہت اہم ہے - اگلی نشست کے انتظار میں وقت گزرنے سے اس میں بہت پرابلم پیدا ہوں گی اور پیچیدگیاں بھی پیدا ہوں گی -

جناب چیئرمین : پرسوں انشاء اللہ ہو جائے گا - کوئی ایسی بات نہیں - انشاء اللہ پرسوں ٹیک اپ کر لیں گے -

چوہدری امیر حسین : Next working day میرے خیال میں بدھ کو ہوگا جناب -

جناب چیئرمین : جب بھی ہوگا Next working day جو بھی ہے we will take it up جی جناب محمد علی خان صاحب -

THE CONSTITUTION (ELEVENTH AMENDMENT) BILL, 1989

Mr. Muhammad Ali Khan: Mr. Chairman Sir, I beg to

move:

that the Constitution (Eleventh Amendment) Bill, 1989, as reported by the Standing Committee, be taken into consideration on a date to be fixed forthwith.

Sir, I am sorry to make a little change in this because it was last night that we received the Orders of the Day and we had not been consulted about this. Had we been informed earlier, I would have seen to it that we have two/third majority in the House and at the same time, I have also been informed by the Minister concerned that the government is thinking of moving a Bill of this nature. So, I would like the Minister to make a statement if they are taking it up.

جناب چیئرمین : ایک میں وضاحت کردوں - پروفیسر صاحب آپ بھی غور سے سنیں - میرا خیال ہے کہ first stage جو ہوتا ہے کہ taking this motion into consideration اس کے لئے دو تہائی اکثریت ضروری نہیں ہوتی -

It is only when the Bill is taken up clause by clause and also when it is to be passed.

اس وقت دو تہائی اکثریت ضروری ہوتی ہے - تو اس سٹیج پر دو تہائی کی ضرورت نہیں ہے - اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس پر بحث شروع کی جا سکتی ہے -

and then we can defer this matter not only so that the members can move amendments but also then you can arrange for your requisite majority.

Mr. Muhammad Ali Khan: Then, Sir, it should be taken into consideration at once.

جناب چیئرمین : پروفیسر صاحب کیا یہ صحیح ہے -

پروفیسر خورشید احمد : رولز کے اعتبار سے آپ کی بات بالکل درست ہے -

[Prof. Khurshid Ahmed]

بحث کے لئے دو تہائی اکثریت درکار نہیں ہے یعنی شق وار اور مکمل بل پاس کرنے کے لئے دو تہائی اکثریت ضروری ہے -

جناب چیئرمین : صحیح ہے -

پروفیسر خورشید احمد : لیکن اگر حکومت اور محرک دونوں اس بات کے لئے تیار ہیں تو آپ ایک مناسب تاریخ مقرر کر دیں - یہ ضروری نہیں ہے کہ آج ہی بحث شروع کردیں -

چوہدری امیر حسین : جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت نے پہلے ہی کابینہ سے اس کی منظوری لے لی ہے یعنی کابینہ نے اس کو پارلیمنٹ میں پیش کرنے کے لئے منظور کر دیا ہے- اصولاً یہ فیصلہ ہوگیا ہے کہ دستور کی آرٹیکلز مذکور ۵۱ ، ۱۰۶ میں قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں خواتین کی مخصوص نشستیں بحال کرنے کے بارے میں مناسب وقت پر دستور کا ترمیمی بل پارلیمنٹ میں لایا جائے - میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس کو یا تو فاضل ممبران press نہ کریں یا اس کو ڈیفر کر لیں چونکہ حکومت پہلے ہی یہ کر رہی ہے- کابینہ سے منظور بھی ہو چکا ہے اس لئے جناب والا! یہ پارلیمنٹ میں پیش تو ہونا ہی ہے لہذا جس طرح فاضل ممبران مناسب سمجھیں کر لیں -

جناب چیئرمین : یہ ایوان پر منحصر ہے جیسا کہ پروفیسر صاحب نے فرمایا کہ تکنیکی طور پر کوئی رکاوٹ نہیں ہے لیکن وزیر قانون اور اراکین اگر آپس میں کوئی فیصلہ کر لیتے ہیں تو میں ان کی متفقہ رائے کا پابند ہوں گا -

چوہدری امیر حسین : یہ محرک کی مرضی ہے جناب میں نے جو گزارش کی ہے اس کی روشنی میں وہ جس طرح مناسب سمجھیں کریں -

Mr. Muhammad Ali Khan: If the House think that this should be taken up at once then we should start discussion on it and if they feel that it could be taken up later on because the government intends to move the Bill hereself. But the Minister has not told us as to when it is likely to come before the House or whether it would be

taken up in the Senate or in the National Assembly. Because we were the first to move such a Bill, so, the right should be given to the Senate instead of the National Assembly and from here Sir, it could go to the National Assembly later on when we pass it.

جناب چیئرمین : فصیح اقبال صاحب آپ کیا کہتے ہیں - آپ بھی اس بل کے محرک ہیں۔

سید فصیح اقبال : میرا بھی یہی خیال ہے کہ آپ بھی اس کو بحث کے لئے منظور کرلیں اور جیسا کہ وزیر صاحب نے فرمایا کہ حکومت نے اصولاً منظور کر لیا ہے کہ یہ بل سینٹ میں آئے اور سینیٹ نے چونکہ یہ بل دیا تھا لہٰذا یہ یہاں سے منظور ہو کر جائے اور پھر کسی مناسب دن اس پر آپ بحث کر لیں -

جناب چیئرمین : ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی صاحبہ آپ فرمائیں آپ کیا کہتی ہیں آپ بھی محرک ہیں -

ڈاکٹر نورجہاں پانیزئی : میں ڈپٹی چیئرمین تو بن گئی ہوں لیکن میں اس بحث میں حصہ لینا چاہوں گی اور میں یہ آپ سے استفسار کرنا چاہوں گی کہ کیا میں اس بحث میں حصہ لے سکتی ہوں -

جناب چیئرمین : کوئی رکاوٹ نہیں ہے - ڈپٹی چیئرمین بھی اس ایوان کے ایک رکن ہیں -

ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی : آپ کا بہت بہت شکریہ -

چوہدری امیر حسین : جناب والا! آپ کی رولنگ درست ہے ؛ اس میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے ، ایوان اس پر بحث کر سکتا ہے ، پرائیویٹ بل بھی آ سکتا ہے چونکہ حکومت پہلے ہی یہ کر رہی ہے اور کابینہ سے اس کی منظوری لے لی گئی ہے ان کی یہ دلیل بڑی وزنی ہے اور درست ہے کہ جب بھی حکومت اس کو پیش کرے تو سینیٹ میں پیش کرے۔ اس کے متعلق جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ چونکہ اس کو پارلیمنٹ کے کسی بھی

[Ch. Amir Hussain]

ایوان میں پیش کیا جا سکتا ہے اس لئے ہم سینیٹ میں ہی پیش کر دیں گے لیکن سردست اس کو کسی اور دن کے لئے ملتوی کردیا جائے -

Mr. Chairman: So, I will take the snese of the House. Anybody else would like to say anything on it.

بہرہ ور سعید صاحب آپ کچھ کہنا چاہیں گے کہ آج کیا جائے یا ملتوی کیا جائے -

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب والا! کہا یہ جاتا ہے کہ ہر کام کل کر لیا جائے گا- جناب یہ کل کب آئے گا روز یہ کل کل کے بہانے کچھ سمجھ میں نہیں آتے - میں عرض کر رہا ہوں کہ ہم آج ہی یہ بل پیش کرتے ہیں اس میں کوئی بات نہیں ہے اس پر بحث کرتے ہیں - حکومت نے ویسے time specify نہیں کیا- کابینہ میں صرف approval ہوئی ہے at reasonable time وہ کریں گے اب reasonable time تو بڑی مبہم چیز ہے اس لئے میں عرض کر رہا ہوں کہ میری رائے تو یہ ہے کہ اس وقت یہ بل ایوان میں پیش ہو اور پھر اگر یہ own کرتے ہیں تو یہ own کر لیں اس میں کوئی حرج نہیں مگر پیش آج ہو -

Syed Abdullah Shah: This Bill has been moved by a Private Member. The government wants to move a Bill from the government side. So, they are two separate things. The honourable Minister might move a Bill in the Senate as he has said now but then the Private Members' Bill will be forgotten. My submission before the House through you will be Sir, that this Bill may be taken up as a Private Members' Bill and if the government wants to make any amendments she can certainly move those amendments and this would save time also. Let us pass this Bill here if that is thought proper. The National Assembly is busy in passing the Shariat Bill and so it cannot be taken up in the National Assembly before they are through with that. So, to save the time let us go with this Bill which has gone through the process of committees and reports have come and a lot of work has been done over it. Already there are a lot of

complaints that our Assemblies are not doing much legislative work. So, let us do something substantial. Thank you.

Mr. Chairman: Thank you. Mr. Muhammad Ali Khan.

Mr. Muhammad Ali Khan: Mr. Chairman, Sir, the Minister concerned has given an assurance on the floor of this House that the government is likely to take up this Bill in the near future. There will be one thing that if we introduce this as a Private Members Bill, Sir we will find time once in a week, and if the government takes it up, I am definite, it will be carried earlier. So, we would rather wait than to take it up in a hurry now. There is another thing. As far as that Standing Committee's report is concerned they have erroneously stated that it should go to the Council of Islamic Ideology and at that time nobody had thought about it. We thought that the former Chairman of that committee had come absolutely well prepared and he has seen all the legal aspects of it. Actually, he had not. Sir, if you see Article 91 i.e. unless the Bill is repngnant to Shariah it would be unnecessary to refer it to the Council of Islamic Ideology as suggested by the former Chairman of the Standing Committee on Justice and Parliamentary Affairs. So, in that case we will have no hurdles and difficulties if it is moved by the government. So, I think that we should defer it for the present and the Minister has given an assurance and we hope that the Bill would be taken up in this very session and in this House. I thank you, Sir.

Mr. Chairman: Will it be taken up in this very session, Ch. Amir Hussain?

چوہدری امیر حسین : اس وقت میرے لئے یہ کہنا مشکل ہو گا کہ اسی اجلاس میں ٹھیک اپ ہو گا بہرحال ہماری طرف سے کوئی بلا جواز تاخیر نہیں ہو گی ۔

Mr. Chairman: Yes please Iqbal Sahib.

Syed Iqbal Haider: Mr. Chairman, when the Minister states that there will be no delay without any justification, I am afraid, he has given no justification even for deferring it today. He just says: "It should be deferred." This is not fair. At least there should be some reason and justification for deferring it. There should be some reason. Secondly it should be deferred to a fixed date and not indefinitely.

جناب چیئرمین : نہیں indefinitely تو نہیں کریں گے ۔

سید اقبال حیدر: وہ کر رہے ہیں انہوں نے توکہا ہے کہ میں تو اس سیشن کی بھی commitment دینے کو تیار نہیں ہوں۔ انہوں نے یہ صاف اور واضح الفاظ میں کہا ہے انہوں نے یہ نہیں کہا کہ یہ میں اس سیشن میں کر دوں گا ۔

Mr. Chairman: Dr. Noor Jehan Panezai Sahiba, what is your suggestion? Because you are the only representative of the ladies' community. So, what do you have to say?

ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی : میں تو definitely چاہوں گی کہ حکومت ہمیں assurance دے دے اور اسی سیشن میں اسی ایوان سے یہ پیش کیا جائے ۔

Mr. Chairman: Yes please Mr. Hasan A. Shaikh.

Mr. Hasan A. Shaikh: Sir, I am afraid that the Minister of Law is by everytime saying that it has been passed in the Cabinet, it has been considered by the Cabinet. Probably this might be used as a

لئے اپوز کیا جاتا ہے اگر اس کو اپوز نہ کیا جائے تو بحث کے بغیر بھی اس کو رائے شماری کے لئے پیش کر دیا جاتا ہے - فنی لحاظ سے اس لئے اپوز کیا جاتا ہے کہ اس پر بحث ہو جائے تاکہ جو صحیح واقعات ہیں وہ سامنے آئیں اور بحث کے بعد ہاؤس یہ اندازہ لگا سکے کہ ووٹ اس کے حق میں دینا ہے یا مخالفت میں - اس لئے فنی وجوہ پر اس کو اپوز کیا جاتا ہے -

پروفیسر خورشید احمد : کیا وزیر صاحب مجھے کسی قاعدہ کا حوالہ دے سکیں گے وہ legislation اور resolution کو confuse کر رہے ہیں legislation میں جو بل انٹروڈیوس ہوتا ہے اس پر اعتراض نہ کریں تو وہ straight away دوسری اسٹیج کے اوپر چلا جاتا ہے -

جناب چیئرمین : بہرہ ور سعید صاحب - پوائنٹ آف آرڈر پر -

اخونزادہ بہرہ ور سعید : انہوں نے فنی وجوہ پر اسے اپوز کیا ہے وہ ان وجوہ سے تو ہمیں آگاہ کریں - وزیر صاحب وہ کونسی فنی وجوہ ہیں جن پر آپ اعتراض فرماتے ہیں۔ یہ جو رول ۱۹۰ ہے سوائے اس کے کہ آپ کو notice دیں -

Whatelse do you want from us.

چوہدری امیر حسین : بہت سی باتیں کتاب میں نہیں لکھی ہوتیں تجربے سے آتی ہیں - جب میں conclude کرونگا تو فنی وجوہ بھی بتاؤں گا کہ کیوں اپوز کیا تھا -

پروفیسر خورشید احمد : ٹھیک ہے کچھ کا تعلق کتاب سے بھی ہوتا ہے ایک علم لدنی ہوتا ہے غالباً -اس کا تعلق اسی سے ہے -

جناب چیئرمین : جی فرمائیے پروفیسر صاحب -

پروفیسر خورشید احمد : جناب چیئرمین ! سب سے پہلی بات تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہر ریزولیوشن جو کوئی معزز ممبر اس ایوان میں لائے ، لازماً اہم ہوتا ہے -

جناب چیئرمین : قواعد کے تحت آپ کو ۱۰ منٹ تقریر کی اجازت ہے -

bargaining counter for some other Bills to be passed. Therefore, if there is a delay that should not go beyond this session.

جناب چیئرمین : اگر آپ لوگوں کا مشورہ یہی ہے تو ایک مقررہ تاریخ تک ملتوی کر دیتے ہیں یعنی اگلے پرائیوٹ ممبرز ڈے تک ۔

It will be taken up on next Private Members Day as item No.I. By that time if there is some moved by the government side, fine, otherwise, you can proceed on, is it right? Yes, please Mr. Muhammad Ali Khan.

Mr. Muhammad Ali Khan: Mr. Chairman Sir, then it need not come on the Private Members' Day.

Mr. Chairman: We defer it to the next Private Members Day. In the meantime, if there would be some move from government side

تو پھر اس کو آپ اس دفعہ cosider کر لیں کہ اس کا کیا اس پر effect ہے تو کیا یہ مناسب ہے ، ٹھیک ہے ۔

(agreed)

Mr. Chairman: So, this is deferred to the next Private Members' Day whenever it is.

RESOLUTION RE: PLACING ANNUAL BUDGET FOR APPROVAL BEFORE THE SENATE

Mr. Chairman: Next we come to Item No.6 which is a resolution by Prof. Khurshid Ahmed.

پروفیسر خورشید احمد : جناب والا! میں مندرجہ ذیل ریزولیوشن اس ایوان کے سامنے پیش کر رہا ہوں

"This House recommends that the Annual Budget be laid before the Senate and its approval by the Senate be made obligatory by making suitable changes in the relevant articles of the Constitution also authorising the Senate to pass Money Bill".

جناب چیئرمین : جی جناب وزیر قانون صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں -

پروفیسر خورشیداحمد : اس پر کچھ کہنے کا موقع نہیں ہے - رولز کے مطابق اس پر ان کی اجازت نہیں چاہیئے -

چوہدری امیر حسین : فنی وجوہات کی بنا پر میں اس قرارداد کی مخالفت کرتا ہوں-

پروفیسر خورشید احمد : اس قرارداد کی مخالفت - جناب والا! پورے ادب سے عرض کروں گا کہ اس مسئلے پر آنے سے پہلے کم از کم جو پارلیمانی آداب ہیں ہمیں ان کا لحاظ رکھنا چاہیئے - تحریک التوا وہ چیز ہے جس پر وزیر متعلقہ یا کابینہ کی طرف سے کوئی بھی وزیر اعتراض کر سکتا ہے - لیکن جہاں تک قرارداد کا تعلق ہے یہ اس ایوان کے ہرممبر کا حق ہے اس کا قرعہ اندازی کے ذریعے نمبر نکلتا ہے اور پھر یہ اس ایوان کا کام ہے کہ وہ اس پر بحث کرے اس میں جو شخص چاہے اس کی تائید کرے- جو شخص چاہے اس کی مخالفت کرے اور اس کے بعد پھر وزیر متعلقہ کا استحاق ہوتا ہے کہ وہ گورنمنٹ کی طرف سے جواب دیتا ہے اور پھر رائے شماری ہوتی ہے کہ آیا اسے ایوان منظور کرتا ہے یا نہیں حکومت کی طرف کوئی رسمی اعتراض درکار نہیں ہوتا - ہمیں کم از کم آداب کا خیال رکھنا چاہیئے -

چوہدری امیرحسین : جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ فنی وجوہ سے اس

پروفیسر خورشید احمد : کم از کم -

جناب چیئرمین : نہیں زیادہ سے زیادہ -

پروفیسر خورشید احمد : یہ آج آپ نے رولز کیوں پڑھے ہیں ؟

جناب چیئرمین : تاکہ سب کو موقع مل جائے دو اور نام بھی مجھے دیئے گئے ہیں-

پروفیسر خورشید احمد : سب کو موقع مل جائے گا -

اخونزادہ بہرہ ور سعید : بڑا اہم ہے -

جناب چیئرمین : قاعدہ 128 کے تحت دس منٹ -

پروفیسر خورشید احمد : میں کوشش کروں گا کہ اختصار سے بات کروں ایک نہایت ہی اہم قرارداد ہے - اور دستور کے آرٹیکل 73 میں یہ پابندی لگائی گئی ہے

"Notwithstanding anything contained in Article 70 a Money Bill shall originate in the National Assembly and after it has been passed by the Assembly it shall without being transmitted to the Senate, be presentedto the President for assent".

یہ دستور کی وہ دفعہ ہے جس کے متعلقہ حصے میں میری رائے میں ترمیم کی ضرورت ہے اور اسی بنا پر میں یہ ریزولیوشن یہاں لایا ہوں - جناب والا ! اگر آپ bicameral Houses کی تاریخ کا تجزیہ کریں تو آپ یہ پائیں گے کہ دو parallel developments ہیں ایک tradition وہ ہے جس کا نمائندہ برطانیہ کو کہہ سکتے ہیں جہاں traditional House تھا اصل اختیارات اس کے ساتھ تھے اور اس کے بعد آہستہ آہستہ directly elected House of Representatives نے اختیارات حاصل کئے اور اس میں اصل لڑائی منی بل یا اسی

چیز کی تھی کہ جو منتخب نمائندے ہیں ان کے ووٹ کے ذریعے سے ٹیکس لگایا جائے، اخراجات اکٹھے کئے جائیں اور مالی معاملات طے کئے جائیں یہ ایک روایت تھی ۔

دوسری روایت وہ ہے جس میں دستور کا federal structure بنایا گیا اور اس کی بنیاد یہ ہوتی ہے اس میں دستور sovreign ہوتا ہے اور دو ایوان اگر بنائے جائیں تو وہ دو مختلف بنیادوں پر بنائے جاتے ہیں جس میں ایک یا دونوں ڈائریکٹ منتخب بھی ہو سکتے ہیں لیکن فیڈرل کے جو اجزاء ہوتے ہیں انہیں اس کے اندر اکاموڈیٹ کرنے کے لئے checks and balances کا ایک نظام بنایا گیا تو یہ دوسری روایت ہے جس کی سب سے اہم مثال امریکہ ہے ۔ ہمارے ہاں بدقسمتی سے برطانوی مثال کو سامنے رکھتے ہوئے اور فیڈریشن کے تقاضوں کو نظر انداز کرتے ہوئے ۱۹۷۳ء کے دستور میں گو سینٹ تو بنا دیا گیا لیکن سینٹ نہایت لولا لنگڑا بنایا گیا ۔ ایسا اپاہج سینٹ جس کے پاس کوئی اختیار نہیں تھا ۔ دستوری بل اس میں originate نہیں ہو سکتا تھا، فیڈرل لسٹ کا ایک حصہ اس میں originate نہیں ہو سکتا تھا مالی بل اس میں نہیں آسکتے تھے،اس حیثیت میں سینٹ کو جو کردار ادا کرنا چاہیئے وہ ادا کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہے ۔ میں دو وجوہ سے ایک فیڈریشن ----

(مداخلت)

جناب چیئرمین : ایک میں وضاحت کردوں تقریر کے لئے میں وقت دینے میں غلطی پر تھا ۔ قواعد کے تحت آپ کو ۳۰ منٹ کی اجازت ہے ۔

پروفیسر خورشید احمد : شکریہ ! بس مجھے اپنی بات پوری کرنے کا موقع مل جائے گا۔ جناب والا ! میں عرض کر رہا تھا کہ اگر آپ ان دونوں جائز سکیموں کو سامنے رکھیں تو آپ یہ پائیں گے کہ پاکستان کی دستور سازی کے وقت ، میں کسی کی نیت پر شبہ نہیں کرتاہوں ، لیکن ان سے یہ ایک بڑی غلطی ہوئی کہ فیڈریشن کے جو تقاضے تھے وہ یہاں پورے نہیں ہو سکے ۔ اس بنا پر پاکستان میں سینٹ کو کلی طور پر مالی معاملات میں بے دخل کر دیا گیا ۔ نہ یہاں بجٹ پیش کیا جاتاہے نہ یہاں بجٹ پر بحث کی جا سکتی ہے ۔ اور نہ یہاں بجٹ پر کوئی رائے لی جاتی ہے ۔ یہ ہمارے دستور کا بڑا اہم سقم ہے ۔ میں اپنی بات کو واضح کرنے کے لئے سب سے پہلے آپ کی خدمت میں یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ خود ملک میں سینٹ کا جو ارتقاء ہوا ہے یہ آپ کو اپنے سامنے رکھنا چاہیئے ۔

[Prof. Kurshid Ahmed]

آپ کو معلوم ہے کہ پہلے دستور میں ہمارے ہاں ایک ایوانی مقننہ (unicameral) ہوتی تھی اور فیڈریشن کے جو مسائل تھے ان کو حل کرنے کے لئے ایک مساوات کا اصول نکالا گیا تھا - ۷۳ء کے دستور میں فیڈریشن کے حقیقی تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے دو ایوانی مقننہ کا تصور جو ہے اسے قبول کیا گیا --- (مداخلت)

جناب بوستان علی ہوتھی : پوائنٹ آف آرڈر ، رول ۱۲۸ میں مذکور ہے -

Rule 128: Save with the permission of the Chairman a speech on a resolution shall not exceed ten minutes:

جناب چیئرمین : آگے پڑھیں - پورا پڑھیں

Mr. Bostan Ali Hoti:"Provided that the mover of a resolution, when moving the same, and the Minister concerned may speak for thirty minutes." Sorry sir.

پروفیسر خورشید احمد : شکریہ یہ منٹ ذرا خارج کر دیجیئے گا -

Mr. Chairman: This point of order is ruled out.

پروفیسر خورشید احمد : جناب والا ! میں عرض کر رہا تھا جب ۷۳ء کے دستور میں سینٹ بنایا گیا تو اس وقت سینٹ کو جو حثیت دی گئی وہ بہت ہی معمولی تھی اس کے بعد پھر ۱۹۸۵ میں جو ترامیم ہوئیں ان کے ذریعے سینٹ کی حیثیت کو کچھ مستحکم کیا گیا جن میں ایک چیز اس کی تعداد میں اضافہ اور تعداد میں اضافہ بھی اس طریقے سے کہ ہر صوبے سے elected technocrates لائے گئے تاکہ سینٹ میں بحث کا معیار، تنقید کا معیار ایسا ہو سکے کہ specialized input فراہم کیا جا سکے - دوسری چیز یہ کی گئی کہ اس کی ٹرم چار سال کی بجائے چھ سال کی گئی - گو پہلے بھی سینٹ indissolvable تھا لیکن اس نئے نظام میں سینٹ کی جو relative کارکردگی ہے وہ بڑھ جاتی ہے اس لئے کہ نیشنل اسمبلی پانچ سال کے لئے ہوتی ہے اور اگر وہ اپنی عام مدت پوری کر لے تب بھی سینٹ کی لائف اس سے زیادہ ہے اور ہر تین سال کے تسلسل سے جو relative پوزیشن سینٹ کو

حاصل ہوتی ہے وہ اس سے پر ہوگئی - تیسری چیز یہ کی گئی کہ تمام قانون سازی جو ہے بشمول constitutional Bills سینٹ میں originate ہو سکتے ہیں یہ ایک بہت ہی اہم ڈویلپمنٹ تھی جس کی بنا پر سینٹ کا جو کردار ہے قانون سازی میں پالیسی سازی میں ان کے نتیجے میں بہت بڑھ گیا اور یہی وجہ ہے پھر عملاً سینٹ نے گزشتہ چھ سالوں میں سب سے پہلے یہ اقدام کرکے کہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ کسی ایوان نے اپنے رولز آف بزنس خود بنائے - پھر ان رولز میں اپنے لئے ایک نیا کردار ڈویلپ کیا خصوصیت سے کمیٹی سسٹم اور اس میں ایک انقلابی تبدیلی کی - بجائے اس کے کہ وزیر متعلقہ کسی کمیٹی کا سربراہ ہو وہ صرف بلحاظ عہدہ ممبر ہو اور سینٹ کا کوئی رکن جو منتخب چیئرمین بنے وہ فی الحقیقت احتساب کا کردار ادا کر سکے اور یہ ادارہ پارٹی سیاست میں الجھے بغیر ایک اپنا رول ادا کر سکے یہ وہ تمام چیزیں ہیں جن کی بنا پر یہ صورت بھی بنی کہ وہ لوگ جنہیں ۸۵ء کے انتخاب پر بھی اعتراض تھا ، آٹھویں ترمیم پر بھی وہ خفا تھے ، لیکن جب ۱۹۸۸ء میں انتخاب کا موقع آیا تو پیپلز پارٹی کی چیئرپرسن بے نظیر صاحبہ نے یہ مطالبہ کیا کہ نگران حکومت سینٹ کے اراکین میں سے بنائی جائے - ان کی کتاب " Way Out " کا صفحہ غالباً ۲۷۲ ہے ، اس میں انہوں نے یہ بات کہی اور شاید اسی بنا پر کہی کہ ۱۹۸۵ء کے اس سینٹ نے ایک بالکل نیا کردار ادا کیا تھا جو قوم کے سامنے تھا - یہی وجہ ہے کہ وہ لوگ جو otherwise معترض تھے وہ اس کے بعد اس ایوان میں آنا اپنے لئے باعث عزت و افتخار سمجھنے لگے - تو یہ پہلو سینٹ کے چیئرمین کی حیثیت سے آپ کے سامنے رہے - اب اس میں جو چیز خارج ہے وہ یہ ہے کہ سینٹ کو مالی معاملات کے بارے میں بالکل غیر موثر کردیا ہے - یہ میری نگاہ میں سینٹ کے ساتھ ایک ناانصافی ہے - یہ اتنا موثر ادارہ ہے اور جس قسم کا علمی اور فنی اور پیشہ وارانہ contribution اس ادارے کے Constitution اس ادارے کے structure اور composition کا تقاضا ہے اس کے پیش نظر اس کا مطالبہ یہ ہے کہ مالی معاملات جو آج کے ریاستی معاملات کے اندر اہم ہیں اور کم از کم نصف policy making مالی معاملات کے متعلق ہوتی ہے تو مالی معاملات کے بارے میں سینٹ کو بالکل بے اختیار کر دینا دراصل نصف امور کے بارے میں بے اختیار کر لینا ہے اور اسطرح دراصل قوم کو محروم کرنا ہے اور سینٹ سے جو expertise competition professional اور maturity کی توقع کی جاتی ہے - اس بنا پر کہ اس کی ممبر شپ کے لئے (اس کی عمر بھی زیادہ رکھی گئی ہے) باقاعدہ professional categories رکھی گئی ہیں تاکہ مل کر یہاں ، ایک خاص انداز میں قوم کی خدمت کر سکیں -

جناب والا ! دوسری بات میں یہ چاہتا ہوں کہ فیڈریشن کا اصول یہ ہے کہ دستور

[Prof. Khurshid Ahmed]

نے جو صوبائی خود مختاری دی ہے اس کا تحفظ کیا جائے - اور اس پہلو سے سینٹ دستور کا اور دستور میں دی ہوئی صوبائی خودمختاری کا محافظ ہے لیکن جناب والا! اگر سینٹ کے پاس مالی اختیارات نہ ہوں ، تو پھر دراصل وہ صوبائی خود مختاری کے بارے میں اپنا صحیح کردار ادا نہیں کر سکتا اس لئے کہ بجٹ سازی ، فنانس بل ، ٹیکسیشن ، فنانس ایوارڈ ، جس طریقے سے صوبوں کو resources تقسیم کئے جاتے ہیں - صوبوں اور فیڈریشن کے درمیان تقسیم کئے جاتے ہیں ، یہی دراصل وہ اہم معاملات ہیں جن کے ذریعہ سے صوبائی خودمختاری حقیقت کا روپ دھارتی ہے لیکن اسی میدان سے سینٹ کو نکال دینا دراصل صوبائی خود مختاری کے مسلمہ اصولوں کے ، فیڈریشن کے مسلمہ اصولوں کے خلاف ہے - انہی دونوں وجوہ سے میں سمجھتا ہوں کہ بنیادی تبدیلی کی ضرورت ہے اور پاکستان کے دستور پر ، شوکت محمود صاحب نے جو کمنٹری لکھی ہے ، یہ ۱۹۷۳ء کے (غیر ترمیم شدہ) دستور پر جو کمنٹری لکھی گئی تھی ، میں چاہتا ہوں کہ ذرا اس کی طرف آپ کو متوجہ کروں - اس دستور کے صفحہ ۱۴۹ پر وہ کہتے ہیں -

> "Money Bills are treated differently from ordinary Bills. " They originate in the National Assembly and on being passed are sent for the assent to the President. They are not transmitted to the Senate. Thus, the Senate does not have any voice in the passing of Money Bills. This is rather unfair. The Senate should not have been altogether excluded in the matter because in the ultimate analysis it is the Money Bills alone which matters in the modern State. The hand which holds purse rules the country, therefore, it is submitted that the Senate should in the true spirit of a federal Constitution be given a voice in the passing of Money Bills."

جناب والا ! اس کے بعد میں نے جو دنیا کے دساتیر کا تجزیہ کیا ہے اس میں جو صورت حال میرے سامنے آئی ہے ، اس کو میں آپ کے سامنے رکھنا ضروری سمجھتا ہوں- میں نے چھوٹے چھوٹے ممالک کو چھوڑ دیا ہے ، اہم ممالک کی بات کر رہا ہوں جہاں

فیڈریشن ہے- ان کے تجزیہ سے جو چیز سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ ۱۲ ممالک جہاں bicameral system ہے مالی معاملات میں وہاں دونوں ہاؤسز کو تقریباً مساوی اختیارات حاصل ہیں - میں اس کا آغاز Argentina سے کرتا ہوں - argentina میں بجٹ Chamber of Deputies میں introduce ہوتا ہے لیکن دونوں ایوانوں میں ڈسکس ہوتا ہے اور دونوں ایوانوں میں approve ہوتا ہے - اسے approve کرنے اور اسے amend کرنے میں دونوں ایوانوں کو مساوی حقوق حاصل ہیں - بلجیئم میں دونوں ایوانوں کو مساوی اختیارات حاصل ہیں - بلجیئم میں بجٹ دونوں میں سے کسی ایک ایوان میں introduce ہوتا ہے اور انہوں نے یہ روایت build کی ہے کہ ایک سال ایک ہاؤس میں introduce کرتے ہیں اور دوسرے سال دوسرے ہاؤس میں introduce کرتے ہیں اس طرح دونوں ایوانوں میں یہ introduce ہوتا ہے - amend کرنے کے لئے انہوں نے یہ سلسلہ رکھا ہے کہ ایک کمیٹی ہوتی ہے ، جو difference of opinion پر غور کرتی ہے اور اگر یہ اختلاف دور نہ ہو ، تو اس کے بعد اسے joint session میں پاس کرتے ہیں - برازیل نے یہ راستہ اختیار کیا ہے کہ دونوں ایوانوں کو مساوی اختیارات دیئے ہیں - لیکن بجٹ joint sitting میں introduce ہوتا ہے اور approve بھی joint sitting میں ہوتا ہے- چیکوسلواکیا -- یہاں بھی انہوں نے دونوں ایوانوں کو مساوی حقوق دیئے ہیں لیکن simultaneously دونوں ایوانوں میں بجٹ introduce ہوتا ہے -بیک وقت دونوں ایوانوں میں الگ الگ بل introduce کیا جاتا ہے اور approval جو ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ دونوں ایوانوں کا concurrence حاصل ہو - فرانس میں اگرچہ بل صرف نیشنل اسمبلی میں introduce ہوتا ہے لیکن اسی وقت اسے Upper House کے اندر بھی lay کیا جاتا ہے- دونوں ایوانوں کو مساوی اختیارات حاصل ہیں اور اگر کوئی اختلاف ہو تو پھر ایک joint committee of the Houses to resolve the difference ہے اگر یہاں حل نہ ہو تو پھر اسے دونوں consider کرتے ہیں - اور third reading میں نیشنل اسمبلی جو ہے اسے authority powers حاصل ہیں - اٹلی میں بھی دونوں ایوانوں کو equal powers حاصل ہیں- وہاں بھی یہی صورتحال ہے کہ دونوں ایوانوں میں بجٹ alternatively introduce ہوتا ہے - ایک سال ایک ایوان میں introduce ہوگا ، اور دوسرے میں صرف lay کیا جائے گا - دوسرے سال دوسرے ہاؤس میں introduce کیا جائے گا اور پہلے میں lay کیا جائے گا - اور اسی طریقے سے جاپان میں ہوتا ہے - جاپان میں دونوں ایوانوں میں introduce کیا جاتا ہے - disagreement کی صورت میں Conference Committee ہے ، لیکن تیس دن کے اندر Upper House کو approve کرنا ہوتا ہے ، اگر وہ approve نہ کرے تو House of Representatives

[Prof. Khurshid Ahmed]

کو فائنل اختیار حاصل ہے کہ وہ اسے approve کرسکتا ہے - اردن میں بھی صورت حال یہی ہے کہ دونوں ایوانوں میں approve کرنا ضروری ہے لیکن یہ introduce ہوتا ہے House of Deputies کے اندر -disagreement کی صورت میں House of Deputies جو ہے ، یعنی lower House جو ہے اس کو final اختیار حاصل ہے - ناروے میں دونوں ایوانوں سے منظوری ضروری ہے اور یہ joint sitting میں آتا ہے - ویت نام میں بھی دونوں ایوانوں کواختیار حاصل ہے اور finally House of Representatives جو ہے ، اس کو اس بات کا اختیار حاصل ہے اگر disagreement ہو تو اسکی بات فائنل ہے - سوئٹزرلینڈ میں equal powers ہیں ، دونوں Houses جو ہیں ان میں alternatively بل intorduce ہوتا ہے - ایک سال ایک میں اور ایک سال دوسرے میں - روس میں بھی دونوں کو equal powers حاصل ہیں - اور دونوں میں simultaneously introduce ہوتا ہے - امریکہ میں equal powers ہیں ،introduce ہوتا ہے House of Representatives میں اختلاف کی شکل میں Conference Committee بنے Appropriation Committee کی ، اور اگر دونوں Houses approve نہ کریں تو approve نہیں ہوسکتا ہے - یہ تو وہ ماڈل ہیں جس میں دونوں ایوانوں کو برابر کے اختیارات دیئے گئے ہیں لیکن فیڈریشن میں ایسے ماڈل بھی موجود ہیں کہ دونوں کو مساوی اختیارت حاصل نہیں ہیں اور یہ بالعموم وہ ممالک ہیں جہاں برٹش ماڈل کو follow کیا گیا ہے - لیکن سب سے پہلے آپ برٹش ماڈل کو لے لیجیئے کہ برٹش ماڈل کی صورت حال یہ ہے کہ گو introduce ہوتا ہے House of Commons میں لیکن House of Lords simultaneously میں بھی for discussion جاتا ہے - House of Lords تیس دن کے اندر اندر یہ اختیار رکھتا ہے کہ اپنے comments کے ساتھ واپس کر دے ، اگر وہ اس میں کوئی comments نہیں دیتا یا ۳۰ دن کے اندر respond نہیں کرتا ہے تو پھر House of Commons کو اختیار حاصل ہے کہ وہ اسے پاس کر دے - آسٹریلیا میں بھی صورت حال یہ ہے کہ گو سینٹ سے financial matters initiate نہیں کرتے لیکن - House of Representatives کو سینٹ by resolution اپنے comments بجٹ پر یا فنانس بل کے اوپر دے سکتا ہے ، جسے House of Representatives approve کرتا ہے کینیڈا میں صورت یہ ہے کہ دونوں Houses میں بجٹ lay کیا جاتا ہے لیکن سینٹ کو اسے amend کرنے کا اختیار صرف اس وقت ہے جب کہ cabinet کا concurrence اسے مل جائے - اگر یہ نہ ہو تو سینٹ جو ہے وہ اس پر comments کر سکتا ہے final approval is by the Commons

جرمنی میں صورتحال یہی ہے کہ بجٹ simultaneously دونوں میں present ہوتا ہے لیکن final say جو ہے وہ حاصل ہے لوئر ہاؤس کو ، انڈیا کی پوزیشن یہ ہے کہ وہاں پر simultaneously دونوں ہاؤسز میں بجٹ lay کیا جاتا ہے -simultaneously discuss ہوتا ہے - اس پابندی کے ساتھ کہ Council of State جو ہے وہ صرف whole budget پر بحث کر سکتی ہے - demands for grants جو ہیں یہ اسکے دائرے سے باہر ہیں - اور اس معاملے میں جو اسکے comments ہوں وہ تیس دن کے اندر اندر لوک سبھا کو بھیج دیتی ہے -

جناب والا ! اس جائزے سے ہمارے سامنے یہ بات آئی ہے کہ دنیا بھر میں اپرہاؤس کو مساوی اختیارات حاصل ہیں اور جن ممالک میں یہ صورت نہیں ہے وہ بالعموم وہ ممالک ہیں جنھوں نے برٹش ماڈل کو follow کیا ہے جو میری نگاہ میں ہمارے لئے relevant نہیں - اس لئے جو برٹش ماڈل جو ہے وہ unitary system ہے ------

----

[اس مرحلے پر جناب چیئرمین کی بجائے میڈم ڈپٹی چیئرمین نے کرسیٔ صدارت سنبھالی]

پروفیسر خورشید احمد : ہمارا فیڈرل سسٹم ہے - فیڈرل سسٹم میں ایوان بالا کے ساتھ یہ نہایت ہی زیادتی ہے کہ اسے یہ اختیار نہ دیا جائے -ان وجوہ کی بنا پر جناب والا! مسمیں یہ بات اس ایوان کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ایوان اس امر کو طے کرے کہ سینیٹ کو مالی معاملات کے اندر بجٹ کی منظوری میں مناسب اختیار ملنا چاہیئے - میں اس معاملے میں پوری احتیاط سے بات کر رہا ہوں میں جو بات کہہ رہا ہوں اس میں ہر گز قومی اسمبلی کے کسی اختیار پر دست درازی نہ سمجھی جائے - میں نے جو اتنی ساری مثالیں دنیا کی دساتیر کی پیش کی ہیں وہ اسی لئے پیش کی ہیں کہ ہماری قومی اسمبلی اور اس کے ارکان کو یہ بات سمجھنی چاہیئے کہ یہ ایوان ایک دوسرے کے حریف نہیں ، یہ ایک دوسرے کے مددگار و معاون ہیں اور فیڈرل سٹرکچر کا جو بنیادی تصور ہے وہ یہی ہے ، کہ ایک ایوان دوسرے ایوان کی معاونت کرے اور مدد کرے - یہ جو تصور تھا کہ House of Representatives جو ہے وہ elected ہوتا ہے یا directly elected ہوتا ہے اور

[Prof. Khurshid Ahmed]

سینیٹ یا اپر ہاؤس جو ہے وہ directly elected نہیں ہوتا ہے پاکستان کے حالات اس سے مختلف ہیں ۔ انگلستان میں وہ hereditary House ہے لیکن اب اس کے اندر لوگ by nomination جانے شروع ہو گئے ہیں ۔ ہندوستان میں بلاشبہ وہ indirectly elected ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہندوستان میں سینٹ میں nominations ہوتے ہیں ۔ پاکستان کی سینیٹ میں کوئی نامزدگی نہیں یہ سو فیصد elected ہے صرف یہ ہے کہ اس کی الیکشن کا طریقہ indirect ہے اور یہ بھی کوئی ایسی چیز نہیں ہے۔ امریکہ میں بھی ۱۹۱۳ء تک سینیٹ جو ہے وہ indirectly elect ہوتا تھا اس کے بعد سے directly elect ہورہا ہے اور پاکستان میں بھی ہم کل یہ بات سوچ سکتے ہیں کہ سینٹ کے بھی ڈائریکٹ انتخابات ہوں۔ لہٰذا یہ کہنا کہ چونکہ directly elected نہیں ہے اس لئے اس کے پاس money powers نہیں آنی ہیں ۔ میری نگاہ میں یہ بات نہ عقلاً صحیح ہے اور نہ دنیا کے دساتیر کے تجزیئے سے یہ بات درست معلوم ہوتی ہے کہ indirectly elect ہونے کے بعد ہاؤس کا جو elected character ہے وہ مجروح ہو جاتا ہے۔ یہ بات درست نہیں ۔

جناب والا! میں اس کے ساتھ یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ سینٹ کو یہ اختیار ملنے سے ملک میں budget making کا جو level ہے وہ اور بہتر ہو سکے گا ۔ اس میں ڈبیٹ زیادہ وسعت اختیار کرے گی ۔ اس میں اس بات کا امکان پیدا ہو گا کہ ملک کی معاشی پالیسی سازی اور بجٹ سازی اور financial legislation کے اندر سینٹ کے جو expertise ہیں ان کا بھی قوم فائدہ اٹھا سکے گی ۔ اس کا یہ معنی ہر گز نہیں ہے کہ قومی اسمبلی سے کوئی حق لیا جا رہا ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ قومی اسمبلی جو کام انجام دے رہی ہے اس کام کے انجام دینے میں اسے سینٹ کی معاونت بھی فراہم کی جا رہی ہے ۔ اور اسی سپرٹ میں سے لیا جانا چاہیئے ۔ میں یہ بھی نہیں کہہ رہا ہوں کہ ان کو مساوی اختیارات ملیں ۔ اس لئے کہ یہ ایسی چیز ہے جسے افہام و تفہیم سے طے ہونا چاہیئے ۔ ایسا راستہ نکلنا چاہیئے کہ ایک طرف سینٹ مالی معاملات پر غور کر سکے، اپنی رائے دے سکے، اپنی تجاویز دے سکے contribute، کر سکے ، اور دوسری طرف جو directly elected representatives National Assembly کے ہیں جو اختیار انہیں حاصل ہے ، جو رول انہیں play کرنا ہے وہ بھی متاثر نہ ہو ۔ اس بنا پر جناب والا جو الفاظ میں نے مرتب کئے ہیں وہ یہ ہیں کہ " اس سینٹ کی رائے میں اس امر کی ضرورت ہے کہ دستور میں ایسی مناسب ترمیم کی جائے جس کے ذریعے بجٹ سازی میں سینٹ ایک کردار ادا کر سکے" ۔ وہ کردار کیا ہو ، اس کا quantum کیا ہو ، اس کی عملی شکل کیا ہو ، اس کے لئے ہمیں ورک آوٹ کرنا ہے ۔ میں نے اسے یہاں spell out نہیں کیا ۔ اس لئے کہ میں نہیں چاہتا تھا کہ حکومت یا قومی

اسمبلی کے سامنے سینٹ کی کوئی ایسی تصویر جائے کہ جس میں ہم ان سے اختیارات کی کوئی جنگ لڑ رہے ہیں - اس کے برعکس میں نے جو موشن تیار کی ہے وہ یہ ہے کہ ان کے سامنے یہ بات آئے کہ انہیں سینٹ کی معاونت کی ضرورت ہے اور سینٹ کو ضرورت ہے قومی اسمبلی کی معاونت کی ، ہم دونوں sister organizations ہیں ہم نے ایک دوسرے کو سپورٹ کرنا ہے help اور strengthen کرنا ہے اور اس مقصد کے لئے ہمیں work out کرنا ہو گا - میری عملی تجویز اس کے لئے یہ ہے کہ وزیراعظم صاحب پارلیمنٹ کی کمیٹی بنائیں جس میں سینٹ اور اسمبلی ارکان ہوں ، اس میں سرکاری پارٹی اور اپوزیشن کے ارکان بھی ہوں تا کہ یہ حقیقی معنوں میں پارلیمنٹ کی کمیٹی ہو اور یہ کمیٹی افہام و تفہیم کے ذریعے سے یہ طے کرے کہ سینٹ کا کیا رول ہو ، عملی شکل اس کی کیا ہو ، کن کن چیزوں میں کتنا اختیار اس کو دیا جائے ، یہ تمام چیزیں وہ workout کرے اور ساتھ ہی وہ mechanism تیار کرے کہ اگر کبھی اختلاف رائے ہو تو اس اختلاف کو resolve کیسے کیا جائے -

جناب والا! یہ ہے میری تجویز ، یہ ہیں اس کے دلائل ، میں اس ایوان سے بھی یہ اپیل کرتا ہوں اور قومی اسمبلی کے ارکان سے بھی اپیل کرتا ہوں کہ ہمیں اس معاملے کو کسی بھی گروہی ، جماعتی یا اداراتی عصبیت کی بنا پر غور نہیں کر رہے ہیں -ہم اس پر صرف اس حیثیت سے غور کر رہے ہیں کہ اس ملک کے مفاد میں کیا چیز ہے - ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ اس ملک کے دستور کی صحیح سپرٹ میں اس پر عمل کیا جا سکے اور اس کام کو انجام دینے کے لئے جس نوعیت کے کردار کی ضرورت ہے اسے ادا کرنے کا اہتمام کیا جائے اور اگر اس کام کو کرنے کے لئے دستوری ترمیم کی ضرورت ہے تو یہ بھی کی جائے - یہ ہے میری تجویز اور عملاً جیسے میں نے عرض کیا کہ اگر سینٹ یہ قرارداد پاس کرتا ہے تو اس کے بعد ہم وزیراعظم سے اس بات کی اپیل کریں گے کہ وہ ایک پارلیمنٹری کمیٹی بنائیں جو اس کی details work out کرے اور یہ ایک ایسی کمیٹی ہو جو representative ہو پارلیمنٹ کی institutional بھی ہو اور اس میں تمام shades of opinion ہوں - اس طرح ہم افہام و تفہیم کے ذریعے سے ایک اگلا قدم آگے بڑھا سکیں جس طریقے سے ماضی میں کچھ قدم بڑھے ہیں - اس کے نتیجے میں سینٹ اس مقام تک آیا ہے جہاں وہ اس وقت اب ہے - ہم چاہتے ہیں یہ اگلا قدم اٹھایا جائے اور یہ قدم بہت ضروری ہے اور جو کچھ سینٹ کا کردار پچھلے چھ سال میں رہا ہے اس کی بنا پر میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے مخالفین بھی شاید اعتراف کریں گے اس بات کا ، کہ اس بات کی ضرورت ہے کہ مالی معاملات میں بھی سینٹ کو ایک کردار ادا کرنے کا موقع دیا جائے - شکریہ !

میڈم ڈپٹی چیئرمین : شکریہ - جی جناب محمد علی خان صاحب

جناب محمد علی خان : شکریہ میڈم چیئرمین صاحبہ ! میں آپ کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے انتہائی اہم موضوع پر اپنے خیالات کے اظہار کا موقع عطا فرمایا - میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان بالا کی تاریخ میں جتنی بھی قرارا دادیں ہم نے پیش کی ہیں اور جو پاس ہو چکی ہیں یہ موجودہ قرارداد ان سب میں اہم ترین قرارداد ہے کیونکہ اس کی وجہ سے یہ ایک موثر ادارہ بن سکے گا - محترمہ یہ آپ کو معلوم ہے کہ اس ملک میں دو ایوان بنانے اور ان کو قائم کرنے کے پیچھے جو فلسفہ کارفرما ہے وہ یہ ہے کہ وطن عزیز میں چار صوبے ہیں - ایک صوبہ سب سے زیادہ یعنی بہت بڑا ہے - آبادی کے لحاظ سے بھی بڑا ہے اور اس کے مقابلے میں اگر تین صوبے اکٹھے ہو جائیں تو پھر بھی ان کی آبادی اس تک نہیں پہنچ سکتی ، اگر اس ملک میں صرف ایک ایوان ہوتا تو یقیناً اسی ایک صوبے کی اکثریت ہوتی اور اس کی وجہ سے ملک میں حکمرانی بھی اسی صوبے کی ہوتی اور باقی تین صوبے جو رہ جاتے وہ احساس محرومی کا شکار ہوجاتے تو اس احساس محرومی کے خطرے کے پیش نظراس وقت کے آئین سازوں نے یہ طے کیا کہ ملک میں دو ایوان ہوں - ایک ایوان زیریں ، اور ایک ایوان بالا - ایوان زیریں میں آبادی کے تناسب سے نمائندگی ہو اور ایوان بالا میں مساوی نمائندگی - جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آبادی کے لحاظ سے جو صوبہ ایوان زیریں میں غالب اکثریت رکھتا ہے وہ یہاں اس معزز ایوان میں ان تینوں صوبوں کے نمائندوں کے مقابلے میں اقلیت بن کر رہ جاتا ہے - اور محترمہ آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت تک آئین میں کوئی ترمیم ہو یا کوئی بل ہو ، پاس نہیں ہو سکتا جب تک اس ایوان کی منظوری اس کو نہ مل جائے - تو یہ وہ خدشات تھے جن کی وجہ سے ملک میں دو ایوان بنائے گئے -

جناب والا ! اب اگر اس ایوان کو مالی معاملات سے خارج تصور کیا گیا تو جس فلسفے کے تحت یا جس سپرٹ سے یہ دو ایوان بنائے گئے تھے ان کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ کبھی بھی نہیں نکل سکے گا اور اگر یہ مالی معاملات اس کے سپرد کئے گئے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ادراہ ایک موثر ادارہ بن سکے گا اور اس کے جو ووٹرز ہیں وہ یقیناً مطمئن ہو سکیں گے اور یہ بھی ابھی میرے بھائی نے فرمایا کہ نہ صرف ہم یہ اختیارات چاہتے ہیں بلکہ یہ چیز دنیا میں چلی آ رہی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ تقریباً ایک درجن سے زائد ممالک میں یہ اختیارات اپر ہاؤس کو ملے ہوئے ہیں - جناب والا! چاہیئے یہ کہ ان کی طرح یہ اختیارات اس ایوان کو بھی ملیں - اب یہ سوال اٹھ سکتا ہے کہ چونکہ یہ ایوان indirectly elected ہے - لہٰذا اسے یہ حق نہیں پہنچتا - اس ضمن میں ، میں یہ کہہ سکوں گا کہ اگر

سی کوئی تجویز ہو یا آئین میں کوئی ترمیم ہو جائے کہ سینٹ کے انتخابات بھی ڈائریکٹ ہوجائیں تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا ۔

محترمہ! بجٹ اور اس کے متعلقہ جتنے بھی مباحث ہیں اور مالی معاملات سب اس ایوان میں آنے چاہیئں اگر آپ اس ایوان کو ایک مؤثر ایوان بنانا چاہتے ہیں اور اگر اسے صرف محض ایک ڈیبیٹنگ سوسائٹی رکھنا مقصود ہو تو پھر وہ الگ بات ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ بجٹ اس ایوان کو صحیح معنوں میں عوام کے احساسات اور ان کے جذبات اور ان کے حقوق کی نگہداشت کرنے میں مدد دے گا ۔ جناب والا! یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کے لئے آئین میں ترمیم ضروری ہو گی اور مجھے یقین غالب ہے کہ نیشنل اسمبلی اس بارے میں مخالفت نہیں کرے گی کیونکہ ہم confrontation کی خاطر یہ اختیارات نہیں چاہتے بلکہ تعاون کی خاطر ، assistance کی خاطر ، امداد کی خاطر یہ اختیارات حاصل کرنا چاہتے ہیں تا کہ جو خامیاں ان سے رہ جائیں اور وہ کہتے ہیں ناں کہ to error is human تو وہ چیز یہاں ڈسکس ہو جائے تو یقیناً ہماری کوشش اور خواہش یہ ہو گی کہ وہ خامیاں اس سے دور کی جائیں تا کہ قوم و ملک کو فائدہ ہو پھر دوسری بڑی بات یہ کہ ، جبکہ ابھی فرمایا گیا کہ یہاں کے الیکشن کے لئے جو حضرات یا آپ آئی ہیں تو اس میں بھی ایک تو عمر کا تقاضا ، اس میں فرق اور پھر یہاں highly qualified لوگ تشریف فرما ہیں جو اپنے اپنے میدانوں میں وسیع تجربہ رکھتے ہیں ۔ اگر آپ ان کو بجٹ کے معاملات میں confidence میں لیں اور ان کو یہ حق دیں تو یقیناً اس میں ملک کی بہتری ہو گی اس میں نقصان کسی کا نہیں ہو گا ۔ تیسری بات یہ ہے کہ اگر کوئی یہ کہے کہ اس میں مشکلات ہوں گی کہ اگر ایک دفعہ بجٹ نیشنل اسمبلی پاس کر لے اور پھر یہ سینٹ میں آئے تو یہ معاملہ طویل ہو جائے گا اور عوام کب تک اس کا انتظار کریں گے ۔ اس کے لئے میری ایک تجویز ہے کہ اگر مشترکہ اجلاس ہو یعنی یہ دونوں ایوان بطور پارلیمنٹ ملیں ، بجٹ اس میں ڈسکس ہو اور پاس ہو تو یقیناً کوئی خاص اعتراض نہیں ہو گا اور ہم اس کے پاس ہونے میں شریک ہو سکیں گے ۔ مجھے یہ بخوبی احساس ہے کہ یہ معاملہ پارٹی سسٹم سے بالکل بالاتر ہے ۔ جتنے بھی ہمارے معزز ممبر صاحبان اس ایوان میں تشریف فرما ہیں ۔ جو بھی مجھ سے ملا ہے انہوں نے اس کمی کا احساس مجھے دلایا لہذا یہ ہم سب کی خواہش ہے کہ جس طرح نیشنل اسمبلی میں بجٹ ڈسکس اور پاس ہوتا ہے یہی اختیارات اسی ایوان کو بھی دیے جائیں ۔ ہم سب نے یہ کمی محسوس کی ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ یقیناً اس کی تائید کریں گے تا کہ اس ایوان کو ہم ایک موثر ادارہ بنا سکیں تا کہ صوبوں کے جتنے بھی مالی مفادات ہیں ان کے تحفظ ، نگہداشت اور نگرانی میں یہ ایوان اپنا کردار صحیح معنوں میں ادا کرنے کے قابل ہو سکے۔
شکریہ!

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب محمد علی خان صاحب شکریہ- ! اب سید عبداللہ شاہ صاحب -

سید عبداللہ شاہ : شکریہ چیئرپرسن صاحبہ ! آپ نے مجھے بہت اہم موضوع پر بات کرنے کی اجازت دی - سب سے پہلے تو میں پروفیسر خورشید کو مبارکباد دیتا ہوں کہ جو بہت ہی اہم اور ضروری ریزولیوشن اس ایوان میں لائے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی معزز رکن اس ریزولیوشن کی مخالفت نہیں کرے گا - سب سے پہلے میں ایک وضاحت چاہوں گا- سینٹ کے رولز میں لکھا ہوا ہے کہ

Leader of the House means 'the prime Minister or any other honourable member so nominated by the Prime Minister'.

اس وقت ہمارے ہاں لیڈر آف دی ہاؤس ہمارے معزز ساتھی محمد علی خان ہوتی صاحب ہیں- میں نے ابھی ان کی جو تقریر سنی ، انہوں نے بھی اس ریزولیوشن کی تائید فرمائی ہے - لیکن جس وقت ریزولیوشن move ہوا تھا اس وقت ہمارے محترم وزیر قانون اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے اس کی مخالفت کی - یہ ذرا میرے ذہن میں بات آ رہی ہے کہ آخر لیڈر آف دی ہاؤس کی بات مانی جائے گی یا منسٹر صاحب کی -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : اس سے آپ یہاں جمہوریت کا اندازہ کریں - اس ایوان کی آزادی کا اندازہ کریں -

سید عبداللہ شاہ : میں چونکہ نیا ہوں اس لئے مجھے اس ایوان کے طریقہ کار کو سمجھنے میں تھوڑا وقت لگے گا- میں عرض کروں گا کہ سینیٹ کا وجود ۱۹۷۳ء کے آئین کے بعد آیا - ۱۹۷۳ء کا دستور جن حالات میں پاس ہوا تھا یہ بھی ایک تاریخی بات ہے - اس وقت ہم سے بنگلہ دیش ، جو مشرقی پاکستان کہلاتا تھا ، الگ ہو چکا تھا- میرے ذہن میں بات یہ ہے کہ سینیٹ کو وجود میں لانے کا یہ ایک بڑا سبب تھا کہ پاکستان کے جو federating units ہیں ان میں ایک قسم کی شکایت ہے کہ population کی وجہ سے انہیں مرکزی معاملات میں participation پورا نہیں مل رہا ہے - ایک زمانے میں parity کا ایک اصول بنایا گیا تھا - بنگلہ دیش جو کہلاتا ہے اس کی آبادی چاروں صوبوں سے زیادہ تھی لیکن اسے غیر قانونی طریقے سے ہم نے اپنے برابر بنا دیا اور ان کو اعتراض ہوا - انہوں نے کہا کہ ہمارے سامنے اس پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے - پھر اس وقت جو ابھی مجھ سے پہلے بات کہی جا چکی ہے کہ ایک صوبے کی آبادی باقی تینوں صوبوں سے زیادہ ہے - تو اس وجہ سے بھی سینٹ کی اہمیت ہی بڑھ جاتی ہے کہ اس ملک کی ایک federation

جو functional federation ہے اس کو بنانے کے لئے اس قسم کی Consitituion میں ترمیمات کی ضرورت ہے ۔ یہ کہنا کہ سینیٹ جو ہے وہ indirect election سے منتخب ہوا ہے اس وجہ سے اس کی اتنی اہمیت نہیں ہونی چاہیئے مجھے بڑا افسوس ہے اگر کوئی اس قسم کی بات سوچتا ہے ۔ سینٹ کو مالی اختیارات شاید اس لئے نہیں دیے گئے تھے کہ ان کے ذہن میں، House of Lords کا تصور تھا اور نیا نیا تجربہ تھا لیکن اب introduction چکا ہے اب اس کو بہتر بنانا اور فعال بنانا بعد میں آنے والوں کا کام ہے ۔ یہ دانستہ طور پر نہیں کیا گیا تھا لیکن اب جب ایک ضرورت محسوس ہوئی ہے تو سینٹ کو مالی اختیارات دینے چاہیئں ۔ تو یہ argument کہ سینیٹ indirect election سے وجود میں آیا ہے اس وجہ سے اس کے پاس مالی اختیارت نہیں ہونے چاہیئں ، غلط ہے، اس طریقے سے تو پھر ہمارا صدر صاحب جو ہے وہ بھی indirectly elected ہے ان کو یہاں تک اختیار ہے کہ وہ ہماری اسمبلی کو گھر بھجوا دیں ۔ اس کے اوپر تو اعتراض نہیں ہوتا ۔ ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں آپ مالی بلوں پر بحث کرنے کا اختیار دے دیں ۔

مالی بل کی بات محترمہ چیئرمین صاحبہ یہ ہے کہ اصل میں بجٹ قومی اسمبلی نہیں بناتی ۔ بجٹ تو ہمارے افسران بناتے ہیں وہ بنا کر بھیج دیتے ہیں ۔ میں آپ کو یہ بات بتاؤں کہ ہماری ایک سپیکرز کانفرنس ہوئی تھی ۔ میں اس زمانے میں سندھ اسمبلی کا سپیکر تھا ۔ کراچی میں کانفرنس ہوئی ۔ مجھے وہ بات یاد ہے میں نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ یہ کہا جاتا ہے کہ بجٹ کے معاملات بڑے خفیہ ہوتے ہیں اور secrecy maintain کرنی چاہیئے ، اسمبلی کے ممبران تک کو پتہ نہیں چلنا چاہیئے ، افسوس کی بات یہ ہے کہ ایک سیکشن افسر صاحب یا اس سے بھی جو چھوٹا افسر ہے وہ تو ہر چیز معلوم کر سکتا ہے لیکن جن کو ووٹ دے کر منتخب کر کے اسمبلی میں بھیجتے ہیں وہ چاہے صوبائی اسمبلی میں ہوں یا قومی اسمبلی میں ہوں (سینیٹرز کو تو اس میں جانے ہی نہیں دیتے) ان کو آپ confidence میں نہیں لے سکتے ہیں یہ بہت غلط بات ہے یہ عوام کا بجٹ نہیں ہوتا ہے یہ افسروں کا بجٹ ہوتا ہے ۔ پھر ممبروں کے لئے مجبوری یہ ہوتی ہے کہ جو بھی تجاویز بن کر آئیں اگر میں سرکاری جماعت میں ہوں تو مجھے انہیں آمنا و صدقنا کہنا پڑے گا اور اگر میں اپوزیشن میں ہوں اور میں کٹ موشن پیش کرتا ہوں تو اسے آپ کو مسترد کرنا پڑے گا ۔ یہ غلط طریقے رائج ہیں اس لئے میں عرض کرتا ہوں کہ پارلیمنٹ کو زیادہ فعال بنایا جائے اور بنانے کی ضرورت ہے اگر اس ملک کو صحیح طریقے سے چلانا ہے تو آپ کو پارلیمنٹ کو زیادہ مستحکم ، پائیدار اور طاقتور بنانا پڑے گا بیوروکریسی کے یا کسی اور مقابلے میں ، یہ بھی کہا گیا کہ یہ سینیٹ کا Consitutional provision ہے اس وقت بھی نہیں بنایا گیا اور یہ آئین پیپلز پارٹی نے بنایا تھا اور یہ بھی ہمارے ہاں کہا جاتا ہے کہ آپ لوگوں نے خود کیوں نہیں کیا ۔ تو آپ کو معلوم ہے کہ جو ہماری آخری اسمبلی تھی اس میں ہمارے پاس سینیٹ میں تو بالکل

[Syed Abdullah Shah]

ہی معمولی دو تین ممبرز تھے - اس وقت بھی ہم تین چار آپ کے سامنے حاضر ہیں -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : اس وقت کافی ہیں ماشا ء اللہ -

سید عبداللہ شاہ : قومی اسمبلی میں بھی ہمیں دو تہائی اکثریت حاصل نہیں تھی۔ یہ ایک آئینی ترمیم ہے اس وقت آئی جے آئی کو دونوں ایوانوں میں اکثریت حاصل ہے اور جو بھی صحیح ترمیمات وہ کرنا چاہیں جووہ سمجھتے ہیں کہ ہم لوگ نہیں کر سکے تو آپ اس کو بہتر بنائیں اور آپ کو خدا تعالی نے موقع دیا ہے - بہر حال میں اس قرارداد کی تائید کرتا ہوں اورآپ کے توسط سے پورے ایوان سے گزارش کروں گا کہ مہربانی کر کے اس کو پاس کریں اور حکومت کے اوپر آپ پریشر ڈالیں کہ یہ آئینی ترمیم کر کے اگلے بجٹ سے قبل ہمیں اختیارات دیئے جائیں تا کہ ہم اس کے اوپر بحث کر سکیں - آپ کا بہت بہت شکریہ!

میڈم ڈپٹی چیئرمین : شکریہ! جناب سرتاج عزیز صاحب -

جناب سرتاج عزیز : میں صرف ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں جو شاہ صاحب نے ابھی کہا کہ بجٹ بیوروکریٹس بناتے ہیں اور پارلیمنٹ کے ممبروں کو اس کی مجبوراً منظوری دینا پڑتی ہے ، ہمارے وزیراعظم صاحب نے ہماری پارٹی نے اس روایت کو بنیادی طور پر تبدیل کرنے کی کوشش کی ہے اور پہلے ہی دو مواقع پر ہمارے جو سینٹ اور اسمبلی کے ممبران ہیں ان کے ساتھ معاشی ایشوز پر بریفنگ ہوئی ہے اور بجٹ پیش کرنے سے پہلے ان کی رائے اور comments لئے جائیں گے اس لئے وہ نہیں ہو رہا . یہ ایک factual بات انہوں نے کہی اور دوسرا مجھے یہ بھی حیرت ہوئی کہ اب وہ سینیٹ کے اختیارات بڑھانے میں اتنی باتیں کر رہے ہیں اور جب ان کی حکومت تھی تو سینیٹ کا وجود ہی ختم کرنے کے لئے عدالت میں گئے تھے -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب یحیی بختیار آن پوائنٹ آف آرڈر۔

Mr. Yahya Bakhtiar: Madam Chairman, I am one of those who do not want to give explanations. They say explanations are of no use. Friends don't need them and the enemies don't believe them. A reference was made before that somebody went to the Supreme Court against the Senate, it is wrong. Madam, I never showed any

disrespect for this House. What actually happened was that in Haji Saifullah's case there were observations by the High Court as well the Supreme Court that the Assembly could not be restored because it was not an assembly elected through political parties and they were not allowed to participate. That was one of the grounds on which that Assembly was not restored although the President's order was declared to be without lawful authority. At that time, I said if that is the reason then that causes some doubt on the validity of the Upper House. Only this remark; I did not want to show any disrespect because the political parties were not allowed to -participate in that election and the House was elected doubly by non-parties political parties. First election was held but Peoples Party was not allowed to participate in 1985 election then the Senate was elected also on non-party basis and in the meanwhile the Supreme Court upheld that it is the right of the people of Pakistan to hold an election through their parties and sent their representatives. It was for that reason and now I said why I have come abecause duly elected through the political parties, it made all the differences but I never showed any disrespect for this House. It was a purely technical question of law that was raised. Thank you very much.

پروفیسر خورشید احمد : پوائنٹ آف آرڈر ، میں دراصل یہ تو مناسب نہیں سمجھتا
کہ اس موضوع پر ہم کسی نئی controversy کا آغاز کریں اور جیسا کہ ہمارے بزرگ
سیاستدان یحیٰی بختیار صاحب نے کہا کہ explanations کے ساتھ یہی ہوتا ہے کہ
Friends don't need them and the enemies don't believe them. لیکن to set
the record straight, Hight Court and the Supreme Court دونوں نے مئی ۱۹۸۸ء
کی judgement جس بنیاد پر دی - اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ ۱۹۸۵ء سے ۱۹۸۸ء
تک legitimate assemblies تھیں جن کو dissolve illegitimately کیا گیا اور وہ
assemblies on non-party basis پر elect ہوئی تھیں اس لئے یہ کہنا کہ چوں کہ وہ
basis تھی اس لئے سینیٹ پر aspersions آ رہے تھے - میں سمجھتا ہوں This is
stretching things too far البتہ سپریم کورٹ نے political parties کے متعلق جو
judgement دی وہ بالکل صحیح تھی اور اس میں انہوں نے یہ بات کہی کہ سیاسی ارتقاء کے

[Prof. Khurshid Ahmed]

کے نئے دستور کے تقاضے ہیں کہ پارٹیاں ہوں ، ہم بھی اسی میں believe کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ elections restore نہ کرنے کی دلیل یہ نہیں دی کہ ان assemblies کو elections restore اس لئے نہیں کر رہے کہ وہ non-party basis پر بنی تھیں بلکہ یہ تھی کہ الیکشن کی تاریخ کا اعلان ہو گیا ہے اور اب ان کو revive کرنے کی بجائے گو ان کا dissolution illegal تھا ۔ لیکن revive کرنے کی بجائے We are seeking a fresh mandate from the people. This is essential to straighten the record.

میڈم ڈپٹی چیئرمین : شکریہ ! عبدالرحیم مندوخیل ۔

جناب عبدالرحیم مندوخیل : محترمہ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے اس اہم معاملے پر بات کرنے کی اجازت دی ، ہمارے ملک کی سیاسی اور آئینی زندگی میں بنیادی طور پر عوام کا اقتدار اور پھر عوام کے ساتھ اس ملک کے component parts, federating units کا اقتدار ، یہ موضوع ہمارے ملک کی سیاست اور آئین کا محور رہا ہے ۔ رہا ہے ملک میں جو بھی آئین رہے ہیں یا ان آئینوں کو ختم کیا گیا ہے یا مارشل لاء لگایا گیا ہے جو کچھ بھی رہا ہے اس کا محور یہی رہا ہے کہ اس ملک کے مرکزی اقتدار میں یا مجموعی طور پر اقتدار میں عوام اور federating units شریک ہیں یا نہیں اور آج تک یہی کشمکش رہی ہے ۔ جس میں مختلف قانونی positions بھی آئی ہیں جن پر عدالتوں نے اپنے فیصلے بھی دیئے ہیں ۔ بڑی مشکل کے بعد ۱۹۷۳ء میں یہ اصول تسلیم کیا گیا اس سے پہلے جو کچھ بھی ہوا کون اس کے ذمہ دار تھے وہ اپنی جگہ پر ہے ۔ بمشکل on principle یہ تسلیم کیا گیا کہ عوام کا اقتدار اور فیڈریٹنگ یونٹس کا اقتدار ! اسی لئے یہ آئین اس طرح فریم کیا گیا ، فارمولیٹ کیا گیا ، کہ اس کے تحت دو ایوان بنائے گئے اور ان میں سے ایک ایوان سینٹ ہے ۔ پھر اختیارات کی تقسیم کے حوالے سے جیسے ہمارے ساتھی بزرگوں نے کہا کہ اس وقت جو تصور ہمارے سامنے تھا ، انگلینڈ کے ہاؤس آف لارڈز کا جو مسئلہ ہے وہ اصل میں انگلینڈ کی اپر کلاسز اور عوام کی جو کشمکش تھی اس کے نتیجے میں عوام نے اپنا اقتدار حاصل کرنے کے لئے ہاؤس آف کامنز کے لئے وسیع اختیارات حاصل کئے جو دنیا کے لئے ایک ماڈل بھی بنے لیکن یہ سینٹ جو ہے یہ اس ہاؤس آف لارڈز کا (identical) نہیں ہے it is not indentical with that. کیونکہ یہ تو عوام کے اقتدار اور فیڈریٹنگ یونٹس کے اقتدار کا مسئلہ تھا اس میں اس کے باوجود فیڈریٹنگ ں کو وہ اختیارات نہیں ملے کیونکہ اختیارات میں فیصلہ کن مالیاتی و اقتصادی اختیار ہوتا ہے مثلاً بجٹ اور منی بل وغیرہ ۔ تو ۱۹۷۳ کے آئین میں سینٹ کو اس سے محروم رکھا گیا جس کے معنی یہ ہیں کہ (اقتصادی معاملات میں) فیڈریٹنگ یونٹس کو محروم کیا گیا اس لئے یہ

پہلے یہ ہونا چاہیے تھا کہ فیڈریٹنگ یونٹس کا نمائندہ ہونے کی وجہ سے اس کو یہ اختیارات ملتے لیکن ایسا آج تک نہیں ہوا ، اگر ہم نے اس آئین کو ، اس سسٹم کو اس کے منطقی نتیجے پر پہنچانا ہے کہ بالکل عوام اورفیڈرٹنگ یونٹس کو اطمینان ہو تو ہمیں سینٹ کو یہ مکمل اختیارات دینے پڑیں گے -ایسا نہیں ہے کہ آج پروفیسر صاحب نے یہ قرارداو پیش کی ہے اور ہم اس کی تائید کر رہے ہیں ، نہیں ، بلکہ یہ اس ملک میں ایک اچھا democratic constitutional process and system کے قیام کے لئے ہوگا ! آج نہیں تو کل ہوگا ! اس بارے میں یہاں(کئی ملکوں کی) مثالیں پیش کی گئیں وہ بھی صحیح ہے - ہر ملک کی اپنی ایک تاریخ ہوتی ہے - یہ ان کے اپنے سوشل پراسس کے نتیجے ہوا کرتے ہیں - اور جن ممالک میں فیڈریٹنگ یونٹس رہے ہیں انہوں نے یہ سسٹم قائم کیا ہے - یہ ایک تجربہ بھی ہے اور ہمارے لئے علم بھی ہے بات ڈائریکٹ الیکشن اور ان ڈائریکٹ الیکشن کی ، تو اس بارے میں ہم نے ایم آر ڈی میں یہ تجویز پیش کی تھی کہ سینٹ کا انتخاب ڈائریکٹ ہو اور ہمارے مسائل کے حوالے سے مستقبل کے لئے بھی یہی تجویز ہے ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا کہ یہ انتخاب ڈائریکٹ ہوا کرے - مطلب یہ ہے کہ اس کے مختلف پہلوؤں (سیاسی قانونی معاشی) پر جب ہم غور کریں گے تو اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ سینٹ کو یہ اختیارات ملنے چاہیئں -

سینٹ کے احترام کے حوالے سے یہ عرض کروں گا کہ یہاں مسئلہ اس کے لیگل اور ٹیکنیکل پہلو کو چھوڑ کر پولیٹکل تھا - یہاں پر لوگوں نے ایک ایسا سسٹم قائم کیا تھا کہ یہاں پر برسراقتدار قوتوں نے پولیٹکل پارٹیز کو ملک کے ڈیموکریٹک پراس میں حصہ لینے سے مارشل لاء کے نتیجے میں روک دیا تھا - اسی حوالے سے جن لوگوں نے سینٹ کی مخالفت کی میں پارٹی کے حوالے سے تو بات نہیں کرون گا اپنی طرف سے بات کرونگا - سینٹ میں حتی کہ قومی اسمبلی میں ہم نے بائیکاٹ کیا تھا - اس لئے ہم نے بائیکاٹ کیا یہاں بار بار ہم نے سینٹ کے معزز ساتھیوں اور بزرگوں سے سنا کہ اس میں کیوں آئے قومی اسمبلی میں کیوں آئے! ہم اس لئے آئے کے قومی اسمبلی ایک ادارہ ہے ، سینٹ ایک ادارہ ہے یعنی ہم نے اپنے ملک کے لئے ڈیموکریسی کے لئے جو جدوجہد کی ہے اس جدوجہد میں ہم ، (Lawful means) استعمال کرتے ہیں (Constitutional means) استعمال کرتے ہیں اور جو کانسٹیٹیوشن مارشل لاء کے بعد ہمیں دیا گیا تو اس کے تحت ہمیں یہی کرنا تھا اس لئے یہ پہلو جو ہے یہ سیاسی تھا ، کیونکہ انتخاب میں سیاسی جماعتوں کو محروم کیا گیا تھا اس لئے ہم نے بھی اس بات کا بائیکاٹ کیا ! ان معنوں میں سینٹ اگرچہ reprisentative تھا یعنی technically legitimate ادارہ تھا legtimate ادارے کے معنی یہ نہیں کہ politically بھی میں اس سے آگے نہیں جاؤں گا؟ آیا ، politically, democratically بھی وہ legimate تھا یا نہیں constitutionally , legally وہ تھا! اس حوالے سے میں اس ریزولیوشن کی تائید کرتا ہوں مجموعی طور پر ہر پہلو سے

[Mr. Abdur Rahim Mandokhel]

یہ بہت اہم ہے اور آج اگر ہم یہ ذمہ داری پوری نہ کریں تو کل بھی یہ بات ہوگی ! رہ گئی اس کے solution کی بات تو اس قرارداد یا موشن کے محرک نے کہا ہے کہ ایسا طریقہ نکالا جا سکتا ہے کہ بغیر پارٹیز کے اختلافات کے ان چیزوں کے لئے ہم بیٹھ کر سوچ سکتے ہیں - ایک ایسی پارلیمانی کمیٹی بنائی جا سکتی ہے جو اچھے طریقے سے اس کا mechanism evolve کر سکتی ہے - شکریہ !

میڈم ڈپٹی چیئرمین : شکریہ جناب رحیم مندوخیل صاحب - بہرہ ور سعید صاحب -

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب چیئرمین صاحب بہت شکریہ - پروفیسر صاحب نے سینٹ کے لئے مالی اختیارات کے متعلق جو قرارداد پیش کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ وقت کی اہم ترین ضرورت ہے -----

میڈم ڈپٹی چیئرمین : میں ممبروں سے درخواست کروں گی کہ آپ اگر دس دس منٹ سے زیادہ وقت نہ لیں تو میں آپ کی مشکور ہوں گی - شکریہ !

اخونزادہ بہرہ ور سعید : یہ میری خوش قسمتی سمجھئے یا شومئی قسمت کہ جب بھی میں کسی مسئلے پر تقریر کے لئے اٹھا ہوں وقت کی قدغن میرے سامنے کھڑی کی جاتی ہے - مرضی ہے جناب جو مزاج یار میں آئے ہم سر تسلیم خم کریں گے - مسئلہ اتنا ٹیڑھا بھی نہیں ہے اس پر اتنی زیادہ بحث کی ضرورت بھی نہیں ہے - جتنی گنجائش تھی وہ پروفیسر صاحب اور میرے لیڈر محمد علی خان صاحب نے اور مندوخیل صاحب نے کر دی ہے - میں اس ضمن میں صرف یہ عرض کروں گا کہ ۱۹۷۳ء کے آئین میں اگر کوئی خوبی ہے تو ان خوبیوں میں سے ایک خوبی سینٹ کی پروویژن ہے - سینیٹ کو جس طریقے سے create کیا گیا ہے اگر ہم آرٹیکل ۵۹ اور اس کے بعد ایک دو تین (اے)(بی) (سی) پڑھیں تو اس میں ہم یہ دیکھیں گے کہ فیڈریشن کے بعد اس کی جو ہیئت ترکیبی ہے وہ مساوات پر مبنی ہے - بلا لحاظ اس کے کہ کسی صوبے کی آبادی کتنی زیادہ ہے یا اس صوبے کا رقبہ کتنا بڑا یا چھوٹا ہے - میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت کے constitution framer کے دماغ میں جو آئیڈیا تھا اور صحیح بھی تھا کہ پاکستان ایک فیڈریشن ہے اس کے فیڈریٹنگ یونٹس کو زیادہ تقویت ملنی چاہیئے اور وہ تقویت تبھی مل سکتی ہے جب پولیٹکل آزادی بھی ہو اور اقتصادی آزادی بھی ہو کم از کم سینٹ میں ان کی جو representation مساوی بنیاد پر کی جاتی ہے وہاں سینٹ کو یہ اختیارات ضرور حاصل ہوں کہ وہ دیکھ سکے کہ بجٹ جو قومی اسمبلی پاس کر چکی ہے یا اس پر ڈسکشن ہو رہی ہے اس میں صوبوں کے حقوق کا کس حد تک خیال رکھا گیا ہے اور خاص کر اب جو وزیرخزانہ صاحب کی طرف سے ایوارڈ آیا ہوا ہے اور کابینہ کی

طرف سے رائیلٹی کی تقسیم اور محصولات کا تعین ہوچکا ہے جس سے میں یہ سمجھتا ہوں ہم اس مقصد کی طرف جا رہے ہیں کہ جتنی جلدی ہو سکے صوبوں کو ہر مسئلے میں حق خودمختاری دیا جائے - ہم دیکھتے ہیں کہ ۱۹۴۷ء سے ۱۹۵۲ء تک جو صوبائی الیکشن ہوئے تھے ان میں صوبوں کو کچھ اختیار دینے کی کوشش کی گئی تھی - جناب چیئرمین صاحب ! صوبوں کو سینٹ میں جو مساوی نمائندگی حاصل ہے اس کے تحت اگر سینٹ کو یہ اختیارات حاصل نہیں ہوتے کہ وہ اس بجٹ کو یا کسی فنانس بل کو پرکھے ، یا فنانس بل کو orginate کرے یا فنانس بل پاس کرے تو میں سمجھتا ہوں کہ سینٹ کے جو مقاصد ہیں یا جو صوبوں کی خود مختاری کا حق ہے ، اس کو curb کیا گیا ہے یا اس پر کسی طرح سے قدغن لگائی گئی ہے -

جناب والا ! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اب ہم صوبائی خود مختاری کی طرف آگے بڑھ رہے ہیں اور ایسی کوئی چیز نہیں ہونی چاہیئے جس سے اس میں رکاوٹ آئے - میں تو یہ بھی کہوں گا کہ یہ جو concurrent list ہے ، اب وقت آ گیا ہے کہ حکومت فراخدلی سے کام لے کر اس کو abolish کردے - جو سنٹرل لسٹ ہے اس میں اگر کوئی کمی بیشی ہو سکتی ہے تو وہ ضرور کردے مگر بقایا جتنے items ہیں ، وہ صوبوں کے حوالے کر دے - اب صوبوں کو یہ اختیارات جو دیئے گئے ہیں کہ اپنے وسائل ڈھونڈو اور اپنے مسائل ڈھونڈو اور پھر ان کوخود حل کرو - یہ ساری باتیں تو تب ہو سکتی ہیں جب مرکز میں سینٹ کو فنانس بل کے پاس کرنے میں برابر کے حقوق ملیں -

جناب والا ! پروفیسر صاحب کی یہ قرارداد بہت مفید ہے ، میں اس کی تائید کرتا ہوں مگر میں یہ عرض کروں گا کہ اس مسئلہ پر یہ کہنے کی اتنی ضرورت نہیں تھی کہ کسی زمانے میں سینٹ پر انگشت نمائی ہو رہی تھی ، وہ تو ہم سب جانتے ہیں کہ انگشت نمائی ہو رہی تھی ، وہ انگشت نمائی اس لئے نہیں ہو رہی تھی کہ سینٹ کے الیکشن directly یا indirectly ہوئے ہیں بلکہ اس لئے ہو رہی تھی کہ چونکہ اس میں ایک بالخصوص پارٹی کی نمائندگی بہت کم تھی ، ان کی خواہشات کے مطابق سینٹ نہیں چلتا تھا اس لئے سینٹ پر انگشت نمائی ہو رہی تھی اور یہاں تک کہ بڑے بڑے لوگ بھی کہتے تھے کہ اس کو dissolve کرو اور اس مقصد کے لئے میٹنگیں بھی ہوئیں اور جلسے بھی ہوئے - اب یہ بات گئی - میں تو اتنا کہوں گا کہ جیسے کہ میرے ایک پرانے بزرگ دوست نے سپریم کورٹ کے فیصلہ پر فرمایا یہاں میں یہ بھی عرض کردوں کہ جب یحیٰی بختیار صاحب اٹارنی جنرل تھے تو ان کے ساتھ ایک وزیرقانون بھی تھے - جب سپریم کورٹ کا فیصلہ آیا تو اس کو بغیر پڑھے ٹی وی پر جا کر انہوں نے کہا کہ اب تو سینٹ گیا اور اسی وقت ایک کتاب بغل میں دبا کر صدر صاحب کے پاس گئے کہ ہم اس سلسلے میں ریفرنس پیش کرتے ہیں کہ مسئلہ یہ ہے - ایسی باتیں تو یہ کرتے رہتے ہیں اس میں کسی کا بچپنہ تھا ، کسی کا عناد

[Akhunzada Behrawar Saeed]

تھا ، کسی کی کچھ خواہشات تھیں ، کچھ خواہشات کی خاطر ، کچھ عناد کی خاطر ، کچھ بچپنے کی خاطر اس سینٹ پر انگشت نمائی کی گئی ۔ مگر سینٹ کی جو اپنی اہلیت ہے ، جو قابلیت ہے ، جو سینٹ نے اپنی افادیت ظاہر کی ہے وہ اپنی جگہ ، یہ اپر ہاؤس ضرور ہے لیکن مالیاتی اختیارات کے بغیر یہ کچھ نہیں ہے ۔ ہم اگر برطانیہ کی نقل کرتے ہیں تو وہاں ہاؤس آف لارڈز کا ذکر کرتے ہیں جیسے میرے دوست نے بجا طور پر فرمایا کہ وہاں class distinction ہے اور وہاں اپر کلاس ہے اور لوئر کلاس ہے ، یہاں یہ چیز بھی پیدا کر دی گئی ہے ، یہاں پر بھی اپر کلاس اور لوئر کلاس ضرور ہے اور کوشش کی جا رہی ہے کہ وہ کلاسز maintain کی جائیں لیکن اگر سینٹ کو یہ اختیارات مل جاتے ہیں اور سینٹ کو یہ اجازت حاصل ہوجاتی ہے کہ وہ اپنی کارکردگی ثابت کرے تو ایسی کوئی وجہ نہیں ہے کہ صوبوں کو وہ اختیارات نہ ملیں جو ان کا حق ہے ۔

جناب چیئرمین ! اپر ہاؤس کا وجود ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ واضح طور پر یہ تصور لوئر ہاؤس کے اراکین کے دماغ میں موجود رہے کہ اگر وہ کوئی ایسا قانون پاس کرتے ہیں یااگر وہکوئی ایسی قرارداد پاس کرتے ہیں جس سے کسی صوبے کے ، چاہے وہ کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو ، حقوق پر کوئی زد پڑتی ہے تو اس کے بعد ہمارے ہاں ایک اپر ہاؤس بھی موجود ہے ، جہاں سے اس قانون کو پاس ہو کر جانا ہے اور وہ اس چیز کی اجازت نہیں دیں گے ۔ گویا یہ ایک اچھی روایت ہم قائم کر رہے ہیں بلکہ ہم کر چکے ہیں اور آئندہ بھی کریں گے۔ سینٹ کو یہ اختیارات دیئے جائیں اور کوئی وجہ نہیں ہے کہ نہ دیئے جائیں ، اس وقت میرے دوست نے بجا فرمایا ہے کہ آئی جے آئی کی اکثریت کے علاوہ اپوزیشن والے بھی co-operate کرنے کے لئے تیار ہیں اور وہ بھی چاہتے ہیں کہ کوئی ایسی ترمیم ہو جائے کہ جس سے سینیٹ کو بھی financial matters میں وہی اختیارات مل جائیں جو دیگر ممالک میں سینیٹ کے پاس ہیں ۔ خاص کر یو ایس اے ، آسٹریلیا میں ، کینیڈا میں یا انڈیا میں ہیں ۔ سینٹ کو ایسے اختیارات دینے میں کوئی حرج بھی نہیں ہے بلکہ اس سے فائدہ ہوگا ، اس سے صوبوں کو تسلی ہوگی اور ان میں جو احساس محرومی پایا جاتا ہے وہ جاتا رہیگا ۔ اب تو یہ احساس قدرے کم ہوا ہے ، ان اختیارات کے ملنے سے تو بالکل ختم ہو جائے گا ۔ گویا اس طرح اور زیادہ فائدہ ہوگا ۔ اس سے مرکزیت کو بھی تقویت ملے گی اور صوبائی خودمختاری کو بھی تقویت ملے گی ۔ اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ اگر سینٹ کو یہ اختیارات دیئے جائیں تو اس سے فائدہ ہی ہوگا ۔ سوچ سمجھ کر اس سے زیادہ بھی قدم آگے بڑھائے جا سکتے ہیں تو بڑھائیں ۔ سینٹ کو اتنے اختیارات ملنے چاہیئں کہ کسی وقت بھی کوئی صوبہ یہ نہ سوچے کہ اگر کوئی ایسا موقع آیا تو ہمارے حقوق پر کوئی ڈاکہ ڈالے گا ۔ یا ہمارے حقوق کو سلب کرنے کی کوئی کوشش کی جائے گی ۔ ایسی صورت میں ان صوبوں کو فوراً یہ خیال آئے گا کہ سینٹ موجود ہے ، سینٹ کی موجودگی میں

ایسا ہونا ممکن نہیں ہے۔ اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ ان کو اتنے اختیارات ملنے چاہیئیں تاکہ ایسی کوئی بات جو کہ فیڈریشن اور صوبوں کے درمیان اختلاف پیدا کرنے کا باعث ہو اس کی گنجائش ہی نہ رہے اور سینٹ اتنا مضبوط ہو کہ ایسے اختلافات کو سر اٹھانے کی اجازت نہ مل سکے - ان الفاظ کے ساتھ میں اس قراردادا کی حمایت کرتا ہوں اور تائید کرتا ہوں - مجھے یہ امید ہے کہ انشاء اللہ یہ قرارداد متفقہ طور پر پاس ہوجائے گی -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : شکریہ! جناب فصیح اقبال صاحب ،

سید فصیح اقبال : میڈم چیئرمین صاحبہ! میں اپنے معزز دوست محترم پروفیسر صاحب کو اس قرارداد پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اپنے اپوزیشن کے ممبران ، سید عبداللہ شاہ صاحب اور میر عبدالرحیم مندو خیل صاحب کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس قرارداد پر جس قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہے وہ قابل قدر ہیں اور انہوں نے پارٹی کی سطح سے بلند ہو کر ان خیالات کا اظہار کیا ہے - میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے اپنا قومی فریضہ ادا کیا ہے کیونکہ ملک کے عوام کی نظریں سینٹ پر لگی ہوئی ہیں - چھ سال کی performance سے یہ اب میرٹ کا بھی تقاضا ہے کہ فنانس بل یہاں لایا جائے - سینٹ نے پارلیمانی تاریخ میں جو امور سرانجام دیئے ہیں اس سے عوام کا اعتماد سینٹ پر زیادہ ہوا ہے - میں اپنے ان بھائیوں کو ناراض نہیں کرنا چاہتا جو قومی اسمبلی میں ہیں ، وہ بھی ہمارے دوست ہیں - نہ ہی ہمیں یہ خوش فہمی ہے کہ اپر ہاؤس کا مطلب ، اپر ہے - مطلب یہ ہے کہ ہم دونوں برابر ہیں - یہ ہاؤسز کی ہیئت ترکیبی ہے کیونکہ ہم نے اپنا پارلیمانی نظام انگریزوں کی روایت سے لیا ہے وہاں ہم اس کو ہاؤس آف لارڈز یا اپر ہاؤس کہتے ہیں ورنہ بحیثیت ممبران ہم سب برابر ہیں -

جہاں تک اس سینٹ کی افادیت کا تعلق ہے ، جیسے کہ چیئرمین صاحب آپ کے علم میں ہے کہ آج سے چالیس سال پہلے ہمارے آئینی ماہرین سینٹ قائم کرنے کا فیصلہ کر لیتے تو جتنی بھی دقتیں تھیں وہ دور ہو جاتیں - ایک تو آج پاکستان متحد رہتا - مستحکم رہتا- اس قسم کی باتیں ہی پیدا نہ ہوتیں - ۱۹۷۳ء میں ملک کی سیاسی پارٹیوں نے جنہیں آج ہم انتہا پسند کہتے ہیں ملک کی یک جہتی کی خاطر کہا کہ ہم ایک ایسا آئین بنائیں جو ملک کے عوام کے لئے سود مند ہو اور عوام کی امنگوں اور قومی حقیقتوں کے مطابق ہو - میں سمجھتا ہوں کہ سینٹ کا قیام اس مقصد کے لئے نہایت اہم تھا لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ حکومتوں کی مصلحتوں اورپارٹیوں کی گروپ بندیوں کی وجہ سے ، گروہی سیاست کی وجہ سے سینٹ اپنے اس فعال مقام تک نہیں پہنچ سکا - میں ۱۹۸۵ء کی بحث میں نہیں جانا چاہتا میں تو چاہتا ہوں کہ یہاں ماحول خوشگوار رہے - ہمارے اپوزیشن کے جو اراکین ہیں میں سمجھتا

[Syed Faseih Iqbal]

ہوں کہ ان کا بھی وہی حق ہے جو رولنگ پارٹی کے اراکین کا ہے -

میں چاہتا ہوں کہ ۱۹۸۵ء سے اس مسئلہ پر بات کروں - جب ۱۹۸۵ء میں سینٹ کا الیکشن ہوا تو آپ کو یاد ہو گا کہ اس وقت سینٹ میں کمیٹی سسٹم کا رواج نہیں تھا - سب سے پہلے سینٹ نے ہی اپنے قواعد وضوابط بنائے جب کہ اس عرصہ میں قومی اسمبلی والے تین مرتبہ ڈسمس ہو چکے ہیں لیکن آج تک ان کے قواعد و ضوابط کار نہیں بنے اس لئے کہ انہیں صرف حکومتی معاملوں میں دلچسپی زیادہ ہے - حالانکہ اس بات کی ان کے ممبروں کو بھی ہماری طرح ضرورت ہے لیکن ہمارے ممبران نے سکون سے اور ٹھنڈے دل سے سوچا ہے کہ ملک میں کوئی ایسا سسٹم ہو جس سے کہ عوام کی مشکلات دور ہوں اور پارلیمنٹ کی بالادستی قائم ہو - یہ بالادستی آئین اور قانون پر عمل درآمد کرنے سے ہوتی ہے - سینٹ نے سب سے پہلے جب اپنے قواعد بنائے تو اس میں کمیٹی سسٹم کو رکھا تا کہ اس میں پاکستان کے چاروں صوبوں کے نمائندے شامل ہو سکیں - جس صوبے سے میں تعلق رکھتا ہوں وہ پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے ، اب یہ کہ میں سب سے بڑے رقبے والے صوبہ کا ہوں اور کوئی صوبہ پنجاب کا رکن ہے جو آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا صوبہ ہے ، ایک الگ بحث ہے - لیکن دونوں حیثیت سے میں بھی بڑا صوبہ ہوں ، پنجاب بھی بڑا صوبہ ہے اس لئے رقبہ اور آبادی کو ہمارے درمیان حائل نہیں ہونا چاہیئے - ہونا یہ چاہیئے کہ جس طرح سے سینٹ میں ہماری نمائندگی برابر ہے اور جس طرح ہم سب نے مل کر کمیٹیوں کے سسٹم کو رواج دیا ہے حکومت کو یہ محسوس ہونے لگا ہے کہ بیوروکریسی کی بالادستی نہیں چلے گی - افسوس یہ ہے کہ ۴۳ سال سے یہ ملک بیوروکریسی کا ایک کلب بنا ہوا ہے - خواہ ملٹری بیوروکریسی ہو یا سول بیوروکریسی ہو ، یہ کچھ بداندیش ممبرز ہیں جن کی وجہ سے بیوروکریسی کا راج رہا ، انہوں نے اسلام آباد میں بیٹھ کر کبھی یہ نہیں سوچا کہ ڈھاکہ کا آدمی کیا سوچتا ہے - آج بھی مجھے افسوس ہے کہ ہمارے پلاننگ کے لوگ گوادر اور ہنگو کو نہیں جانتے کہ کہاں ہے - جب یہاں فیصلے کرتے ہیں تو وہ کیسے بہتر فیصلے کر سکتے ہیں جبکہ انہیں وہاں کے حقائق اور عوام کے حالات معلوم نہ ہوں -

اب میرا حلقہ ء نمائندگی کوئی خاص علاقہ نہیں ہے بلکہ پورا پاکستان ہے اور جس صوبے سے میں ہوں وہ میرا حلقہ ء انتخاب ہے - آپ نے دیکھا ہو گا کہ یہاں پر جس طرح ملکی مسائل پر تبصرے اور دلائل پیش کئے جاتے ہیں - آج تک کسی قومی اسمبلی میں ایسے نہیں ہوا وہاں تو ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی باتیں کرتے ہیں - لیکن سینٹ میں ہم ان چیزوں کو جوڑنے کے لئے آئے ہیں - سینٹ کا یہی ایک طرۂ امتیاز رہا ہے اور پہلی مرتبہ سینیٹ کی چھ سالہ مدت پوری کر کے سینیٹرز ریٹائر ہوئے ہیں وہ Ex نہیں بلکہ ریٹائر ہوئے ہیں - جیسے کوئی جنرل ریٹائر ہوتا ہے تو اسے ریٹائرڈ جنرل کہتے ہیں - اسی طرح ریٹائرڈ

سینیٹرز ہیں - ہم ان کے تجربے سے بھی فائدہ اٹھائیں گے -

اب جہاں تک تعلق ہے مالی بل کا اختیار سینیٹ کو نہ دینا یہ بیوروکریسی کی جادوگری ہے انہوں نے ہمارے ممبران قومی اسمبلی کو یہ سمجھایا کہ ایسا کرنے سے آپ کا کوئی حق چھن جائے گا - حالانکہ یہ حق چھنے گا نہیں بلکہ اس حق کو مضبوط کر دیا جائے گا - جیسا کہ پروفیسر صاحب نے فرمایا کہ مشترکہ اجلاس میں بجٹ پیش ہو تو ہم مل کر فارن پالیسی افغان پالیسی وغیرہ پر بحث کر سکتے ہیں اور ایسے مسائل پر پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس ہوئے ہیں - اور سینیٹ کے ممبران نے ان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے - میرا خیال ہے کہ سینٹ کو مالی اختیارات دینے چاہئیں - بلکہ یہی نہیں گورنر وغیرہ کے تقرر کے بھی اختیارات دینے چاہئیں ، گو کہ ہمیں ابھی تک آئینی طور پر یہ اختیارات نہیں ملے لیکن قدرتی قانون کے تحت آئین نے ہمیں پورا اختیار دیا ہے کہ ملک کی بھلائی ، بہبود کے لئے ہم ہر وقت کام کر سکتے ہیں - آئین میں اس کا ذکر ہو یا نہ ہو - آپ کو پتہ ہے کہ ہماری قرارداد مقاصد میں مذکور ہے کہ حاکمیت صرف اللہ کی ہے - جب حاکمیت اللہ کی ہے اور انسان خلیفۃ اللہ فی الارض ہے تو پھر ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اپنے لوگوں کی خدمت کریں اس کے لئے مجھے کسی قانون کی ضرورت نہیں ہے لیکن برائی کے لئے ہمیں فوری طور پر سوچنا پڑتا ہے کہ ایک حد ہے اور ملکی قوانین موجود ہیں ان پر عملدرآمد ہو ، مگر ایک بے لگام گھوڑا یہ بیوروکریسی ہے اسے لگام دینے کی ضرورت ہے - جب بھی عوام کے لئے کوئی فیصلہ ہوا ہے اس کے خلاف انہوں نے سازشیں تیار کی ہیں - میں یہ بھی یہاں کہتا ہوں کہ ان کے ساتھ بھی ہمارے لوگوں نے زیادتی کی ہے کہ انہیں کوئی آئینی تحفظ نہیں دیا - جب تک ہماری سول سروسز کو آئینی تحفظ حاصل تھا تو انہوں نے ملک میں آزاد اور خودمختار فیصلے کئے لیکن جب ان سے یہ تحفظ ہٹا لیا گیا تو انہیں ذاتی سرونٹ سمجھا گیا - یہی وجہ ہے کہ جب بھی کوئی حکومت آئی ہے اس نے اپنے فیصلے ہمیشہ بغیر عوامی رائے کے صرف پارٹی بنیادوں پر کئے ہیں - مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ خواہ کسی بھی پارٹی کی حکومت ہو یہ ملک کوئی آنے جانے کی چیز نہیں ہے - پارٹیاں آتی جاتی ہیں اور تمام پارٹیاں اگر سیاسی ہیں تو لوگوں کے مسائل کو حل کرنا ان کا اولین فریضہ ہے - خدا کا شکر ہے کہ سینٹ میں ایک ایسی فضا موجود ہے اور ہم سب سینیٹرز مل کر حکومت کو مجبور کریں کہ ہماری کمیٹی سسٹم میں جو سقم ہیں وہ بھی دور کئے جائیں اور ہمارے چیئرمینوں کو کیبنٹ رینک کا درجہ دیا جائے - میں نے پیپر بھی لکھا ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ سینٹ کو مالی اختیارات دئے جائیں - یہ اختیار نہ ہوتے ہوئے بھی سینیٹ نے اہم منصوبوں کے سلسلے میں بڑا فعال کردار ادا کیا ہے اور یکجہتی کا تقاضا پورا کیا -

ہمیں یہ چاہیئے کہ تاریخی حقائق کے لئے ہم اپنا ایک کردار ادا کریں - حکومت

[Syed Faseih Iqbal]

پارلیمنٹ سے بنتی ہے - میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے لیڈر آف دی ہاؤس محمد علی خان صاحب ہیں لیکن وزیراعظم کا بھی فرض ہے کہ وہ بھی قومی ایشوز پر بحث کے دوران یہاں تشریف لائیں - قومی اسمبلی میں کورم ٹوٹنے کا مسئلہ بھی لیڈر آف دی ہاؤس کے نہ ہونے سے پیدا ہوتا ہے-لہذا میری استدعا ہے کہ ہم اس قرارداد کی بھرپور حمایت کریں - میں عبداللہ شاہ صاحب وغیرہ کو بھی مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے بھی یکجہتی کے اظہار کے لئے قرارداد کی حمایت کی ہے جو کہ ایک سیاسی پارٹی کے نمائندے ہیں لہٰذا ہم سب مل کر ۴۲ سالہ محرومیوں اور مصیبتوں سے لوگوں کو نجات دلائیں اور تمام صوبوں کی امنگوں کے مطابق قومی فیصلے کریں- شکریہ!

میڈم ڈپٹی چیئرمین : شکریہ - جی حامد رضا گیلانی صاحب -

سید حامد رضا گیلانی : شکریہ مہربانی جناب محترمہ چیئرمین صاحبہ! پیشتر اس کے کہ میں کچھ عرض کروں مجھے انتہائی خوشی ہے کہ اس سیشن میں ایک اہم مسئلہ پروفیسر خورشید صاحب نے پیش کیا - آج کل ملک کے اندر change کا season ہے - بہت سے نئے measures آنے والے ہیں - بہت سی نئی سوچیں ہیں تو یہ بھی وقت کی بات ہے کہ سینٹ کے اندر سینٹ کا آئندہ کے لئے رول متعین کیا جائے - میرے قریب پاکستان ایک mosaic ہے جس میں ethnic group ہیں races ہیں regional definiteions ہیں linguistic definitions ہیں اور یہ بہت ایک نازک بیلنس ہے - آپ غور سے دیکھیں جب سے پاکستان بنا ہے ہماری نوے فیصد energies اسی mosaicکے بیلنس کو درست کرنے اور سنوارنے میں صرف ہو گئیں - آخر کار جب ون یونٹ کا تجربہ فیل ہوا--- parity ہوئی بنگلہ دیش جدا ہوا تو آخر کار constitution givers نے ایک بہت اچھا ادارہ بصورت سینٹ پیش کیا - پہلے بھی میں قومی اسمبلی میں ممبر رہا ہوں اور میں ایوان بالا سے اتنا واقف نہ تھا - جب سے مجھے یہاں آنے کی عزت ملی ہے میں نے سوچا ہے کہ نہ صرف یہ ادارہ indispensible ہے بلکہ میں یہ سوچتا ہوں کہ اس ادارے کا جو فنکشن ہے ابھی اس میں بہت کچھ اضافہ ہو سکتا ہے - کیا خوبی کی بات ہے کہ ملک کے two/third areas سے جہاں کی آبادی صرف ۳ فیصد ہے یہاں برابر کی تعداد میں ممبر ہیں - اور جہاں کا ایریا صرف one\third ہے وہاں کے ممبر بھی برابر تعداد میں ہیں جو اس ایوان میں بیٹھ کے قومی مسئلوں کو حل کرنے میں اپنا contribution دیتے ہیں - میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک نایاب سا ادارہ ہے جسے اور بہتر کرنا ہمارا فرض ہے- زندگی ایک ارتقاء کا نام ہے جمود کا نہیں - اس میں لکیر کا فقیر ہونا سمجھئے کہ موت ہے - نئے نئے تقاضے نئے نئے ایشوز قوموں کے مسئلوں میں ابھرتے رہتے ہیں - میں سمجھتا ہوں کہ اب وقت آ گیا ہے کہ جمہوریت کو مستحکم کرنے کے لئے مختلف علاقوں کو ان کے حقوق دینے کے لئے بہت مشکل

اور پیچیدہ مسائل کو سنوارنے کے لئے اور بالخصوص ہماری قومی معیشت اور اقتصادیات کو درست کرنے کے لئے اسادارے کو مزید فعال بنایا جائے - کوئی دو ملک برابر نہیں ہوتے ہم کسی کی مثال نہیں لے سکتے کہ House of Lords میں یہ ہوتا ہے - امریکہ میں یہ ہوتا ہے - ہندوستان میں یہ ہوتا ہے - ہمارا اپنا مزاج ، اپنی ضروریات اور اپنے تقاضے ہیں - ان تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں چیئرمین صاحب! کہ پارلیمنٹ کی ایک کمیٹی بنائی جائے ، جو دو مہینے کے اندر سینٹ اور نیشنل اسمبلی کے ایک balanced قسم کے رول کا تعین کرے - اس میں یہ کوئی کہے کہ ہم چاہتے یا وہ چاہتے ہیں ، نہ ہم ہیں نہ وہ ہیں ، اس میں صرف ہم ہی ہم ہیں - اس میں صرف ایک بیلنس قائم کرنا ہے - ہم کسی کو محروم نہیں کرنا چاہتے ہم خود بھی محروم ہونا نہیں چاہیئے - اور یہ ادارہ جس میں مساوی نمائندگی ہے - جس میں آپ کے پاس پروفیشنلز ہیں - جس میں آپ کے پاس expertise ہیں اور جس میں ایک بیلنس ہے کہ چھ سال تک ان کا سٹیٹس قائم ہے - الیکشن کا خوف نہیں ہے - ووٹرز کی صبح سے شام تک سلامی نہیں ہے جو کہ کبھی ممبروں کو مجبورکر دیتی ہے کہ وہ اپنے اصول سے ہٹ جائیں- یہ وہ ادارہ ہے جو اپنا اصول قائم کر سکتا ہے - جس کی ایک پوزیشن ہے جس سے ایک وعدہ ہے چھ سال کا - میں سمجھتا ہوں کہ اس ادارے سے مکمل فائدہ اٹھانے کے لئے معیشت اور اقتصادیات میں ہمارا ایک رول ہونا چاہیئے - اور اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ budget provisions and budgetary responsibilities میں ہمیں شریک کار کیا جائے - میں آپ کا مشکور ہوں -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : شکریہ جناب حامد رضا صاحب - جناب اشتیاق اظہر صاحب -

سید اشتیاق اظہر : بسم اللہ الرحمن الرحیم - میں سمجھتا ہوں کہ آج جو قرارداد پیش کی گئی ہے یہ صرف اس لحاظ سے اہم نہیں ہے کہ اس میں سینٹ کو مالی اختیارات دینے کے بات کی گئی ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ خشت اول ہے جو اس جانب پیش رفت ہے کہ سینٹ کو جو اختیارات نہیں دیئے گئے ان کے دینے کے بارے میں اب پارلیمنٹ کو ، قومی اسمبلی کو اور ملک کی تمام پارٹیوں کو غور کرنا چاہیئے - فاضل محرک نے اپنی تقریر میں‌بہت کچھ کہا ہے - بہت سے حقائق واضح کئے ہیں - سینٹ اگر indirectly elect ہوتا ہے تو یہ کوئی apology کی بات نہیں ہے جیسا کہ ابھی ہمارے ایک دوست نے کہا تھا کہ خود اس ملک کے صدر indirectly elect ہوتے ہیں اور ان کو اتنے وسیع اختیارات حاصل ہیں کہ وہ وزیراعظم کے اختیارات کو بھی سلب کر سکتے ہیں - اگر indirectly منتخب ہونے والا صدر اتنا بااختیار ہو سکتا ہے اور آئین میں اس کی گنجائش موجود ہے تو سینٹ کو بھی ایسے اختیارات ملنے چاہئیں کہ وہ بھی اپنا وہ کردار ادا کرے جس کے لئے اس کا وجود عمل میں لایا گیا ہے - سینٹ ایوان بالا ہی نہیں ہے یہ ملک کے تمام

[Syed Ishtiaq Azhar]

صوبوں کے ایسے نمائندوں پر مشتمل ہے جو تعداد میں برابر ہیں - اس حیثیت سے یہ صوبائی خودمختاری کی بھی ایک ضمانت فراہم کرتا ہے -

جب ہاؤس آف لارڈز کی بات ہو رہی تھی تو مجھے یاد آرہا تھا کہ جناب سینیٹر خورشید احمد نے یہ کہا تھا کہ خود ہاؤس آف لارڈز میں بھی انہی مسائل پر غور ہوتا ہے اور وہاں بھی کچھ نہ کچھ اختیارات ہیں - جب یہ صورت حال ہے تو پھر ہمارے سینٹ کو جس کا پورے ملک میں احترام کیا جاتا ہے ، جس کی نہایت عمدہ کارکردگی رہی ہے ، اس کے بارے میں بڑا اچھا تاثر ہے ، اسے بھی اپنا صحیح رول ادا کرنے کا موقع ملنا چاہیئے اور اسے منی بلز کو پاس کرنے ، اختیارات ملنے چاہیئیں -اور صرف یہی نہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ صدر اور پرائم منسٹرکے صوابدیدی اختیارات کی confirmation بھی سینٹ سے ہونی چاہیئے- جب سینٹ کی بات ہوتی ہے تو مجھے یاد آتا ہے کہ خود امریکہ میں جو سفراء و وزراء نامزد ہوتے ہیں ان کی confirmation بھی سینیٹ کی طرف سے ہوتی ہے -اگرایسا نہیں ہوسکتا تو کم سے کم جو صوابدیدی اختیارات ہمارے صدر مملکت اور وزیراعظم کوحاصل ہیں ان کی confirmation بھی سینٹ سے ہونی چاہیئے - سینٹ کو مالی امور میں اپنی رائے دینے کا ضرور موقع ملنا چاہیئے -

آج کی قرارداد ، میں سمجھتا ہوں ، بالکل غیر متنازعہ ہے - اس میں کسی قسم کا اختلاف نہیں اورمجھے امید ہے کہ سینیٹ میں موجود تمام پارٹیوں کے اراکین اس کی نہ صرف حمایت کریں گے بلکہ اس سلسلے میں یہ بھی سوچیں گے کہ سینیٹ کو اور بھی زیادہ اختیارات ملنے چاہئیں - اور یہ جو خشت اول جناب سینیٹر خورشید احمد نے رکھی ہے کہ مالی اختیارات ملنے چاہیئیں -اس کے علاوہ بھی سینیٹ کے اختیارات میں اضافہ ہونا چاہیئے جیسا کہ ابھی ہمارے ساتھی جناب حامد رضا گیلانی صاحب نے فرمایا ہے کہ اس پر بھی غور و خوض کی ضرورت ہے اور سینیٹ کے ارکان جب اپنے بارے میں یہ مطالبہ کرتے ہیں تو اس سے کسی دوسرے ایوان کی حق تلفی نہیں ہوتی - ہم سب sister organizations ہیں - اس ملک کو چلانے میں اور اس ملک میں جمہوریت کو کامیاب کرنے میں ہم سب کا ایک رول ہونا چاہیئے- اور چونکہ سینٹ کو وہ اختیارات نہیں ملے ہیں جس کے ذریعے وہ جمہوری عمل کو مضبوط بنانے کے لئے موثر کردار ادا کرسکے اس لئے یہ تجویز پیش کی گئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب کو اس تجویز کی حمایت ہی نہیں کرنی چاہیئے بلکہ اس سے آگے بھی سوچنا چاہیئے- تاکہ سینٹ کو ملک کے تمام امور میں خواہ وہ مالی ہوں یا سیاسی ہوں یا انتظامی ہوں وہ اختیارات حاصل ہونے چاہئیں جو قومی اسمبلی کو حاصل ہیں بلکہ سینیٹ کو اس سے بھی زیادہ اختیارات ملنے چاہئیں - صدراور وزیراعظم کے صوابدیدی اختیارات کی confirmation بھی یہاں ہونی چاہیئے - بہرحال آج کی قرارداد خشت اول کی حیثیت رکھتی ہے - سینیٹ کو ان

اختیارات کا حامل بنانے کے لئے میں اس کی پرزور حمایت کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ آئندہ اس موضوع پرمزید قراردادیں آئیں گی اور ان پر بھی غور کیا جائے گا تاکہ سینیٹ اس ملک میں وہ کردار ادا کر سکے جو صحیح معنوں میں اس کا مقدر ہے اور اس کا مقدر ہونا چاہیئے - جس سے اب تک اسے بعض سیاسی عناصر کی وجہ سے محروم رکھا جا رہا ہے - شکریہ !

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب اشتیاق اظہر صاحب شکریہ- جناب سید برکات احمد شاہ صاحب -

Mr. Hasan A. Shaikh: Point of order. The discussion on the adjournment motion has to be started only at one of the clock and two hours have to be taken after discussion on the adjournment motion begins.

Madam Deputy Chairman: This is very important and he is the last speaker.

Mr. Hasan A. Shaikh: I said nothing. I did not oppose him. I have brought it to your notice only.

Madam Deputy Chairman: Thank you very much. Syed Barkat Ahmed Shah Sahib.

سید برکات احمد شاہ : محترمہ چیئرمین صاحبہ! اس ایوان میں اپنی گزارشات پیش کرنے کا میرا یہ پہلا موقع ہے اور مجھے امید ہے کہ اگر اس میں کوئی کوتاہی ہوئی تو آپ درگزر فرمائیں گی - جو قرارداد پیش کی گئی ہے اس سے مجھے مکمل طور پر اتفاق ہے - پروفیسر صاحب نے نہایت عمدہ طریقے سے اور صحیح دلائل دے کر اس کی اہمیت ثابت کی ہے کہ اس ایوان کو مالی معاملات میں بھی دخل ہونا چاہیئے - میں صرف ایک بہت پرانی بات عرض کرنا چاہوں گا - آزادی سے پہلے جب کانگرس اور مسلم لیگ کی coalition government بنی تو اس وقت اگرچہ میں وہاں بہت معمولی آدمی تھا لیکن بہرحال مسلم لیگ کے لیڈروں کی باتیں معلوم کرنے کا موقع ملتا رہتا تھا اور اس سلسلے میں مجھے یہ علم ہے کہ جب مختلف محکموں کی تقسیم کا موقع پیش آیا تو ہمارے بہت سے پرانے حضرات جو سول سروس میں کام

[Syed Barkat Ahmed Shah]

کرتے تھے انہوں نے مسلم لیگ کو یہ مشورہ دیا کہ آپ سب سے پہلے یہ کوشش کریں کہ فنانس ڈیپارٹمنٹ کو لیں - چنانچہ قائد ملت لیاقت علی خان کو یہ محکمہ دیا گیا - اس کے بعد لیاقت علی خان نے جو پہلا بجٹ پیش کیا اس کے پیش کرنے کے بعد کانگرس میں کھلبلی مچ گئی - انہوں نے یہ محسوس کیا کہ سب سے اہم کام فنانس کا ہے اس کے بغیر کوئی ترقیاتی کام نہیں ہو سکتا- اس لحاظ سے اگر اس ایوان کا مالی معاملات میں کوئی دخل نہیں ہو گا تو جس طرح پہلے کہا گیا ہے اس کا کام صرف ایڈوائزری قسم کا رہ جاتا ہے ، اصل کام دوسرا ایوان ہی کرے گا - اس حساب سے میں سمجھتا ہوں کہ پروفیسر صاحب نے جو یہ کہا ہے کہ مالی معالات کی اہمیت پچاس فیصد ہے - میرے خیال میں انہوں نے یہ کچھ underestimate کی ہے- اصل پوزیشن یہ ہے کہ حکومت کا کوئی کام بھی بغیر فنانس کے انجام نہیں پا سکتا-

محترمہ چیئرمین صاحب! میں کوشش کر رہا ہوں کہ کوئی ایسی بات نہ کروں کہ duplication ہو - ایک بات جو میں زور دے کر کہنا چاہوں گا وہ یہ ہے کہ جس وقت ہمارا ملک معرض وجود میں آیا اس وقت ہم نے یہ کوشش کی اور یہ قدرتی چیز تھی کہ جس طریقے سے انگلینڈ میں ہاؤسز ہیں یا یو کے میں جو پارلیمنٹ ہے اسی کی ہم تقلید کریں لیکن basically وہ چیز اس لئے غلط تھی کہ جس طرح پہلے کہا گیا ہے ان کی unitary form of government ہے جبکہ ہمارے یہاں federal form of government ہے وہ ہونا تھا اور پروفیسر صاحب نے جو فہرست دی ہے اس سے بھی مجھے تقریباً یہی اندازہ ہوا ہے کہ federal form of government جس جس ملک میں موجود ہے اس میں دونوں ایوانوں کو تقریباً ایک جیسی financial powers حاصل ہیں اور سب سے بڑی بات اور اہم چیز یہ ہے کہ اس وقت جو احساس محرومی اس لحاظ سے پیدا ہو سکتا ہے کہ فنانس بل ایک ایسی اسمبلی میں پیش کیا جاتا ہے جہاں ہر ایک صوبے کی ایک جتنی نمائندگی نہیں ہے - ہر ایک صوبے کے ممبران کی تعداد ایک جتنی نہیں ہے - اس لحاظ سے اگر اس ایوان سے بھی وہ فنانس بل پاس ہو جائے تو کم از کم ہر ایک صوبے کو یہ تسلی ہو گی کہ ہماری نمائندگی صحیح طریقے سے ہوئی ہے -

ایک اور چیز جو اس میں ، میں عرض کرنا چاہوں گا وہ یہ ہے کہ چند ایک تجاویز آئیں کہ ان حالات میں اگر ہمارے پاس بھی مالی اختیارات ہوں تو دونوں ایوانوں کے درمیان اس کی تقسیم کیسے ہو گی ، وہ میں سمجھتا ہوں ایک خاصا مشکل مسئلہ ہے - یہ تجویز بھی پیش کی گئی ہے کہ مشترکہ اجلاس میں یہ پیش ہو لیکن اگر مشترکہ اجلاس میں یہ پیش ہو تو جو ہمارا مقصد ہے وہ اس لئے پورا نہیں ہوگا کہ پھر ہم تو قومی اسمبلی کے مقابلے میں ایک تہائی ہیں اس لحاظ سے وہ جو ہم چاہتے ہیں کہ ہر ایک صوبے کو پورا پورا موقع

ملے اور وہ اپنے اختیارات حاصل کر سکیں وہ مقصد پورا نہیں ہو سکے گا اور یہ بھی ہو سکتا ہے اور یہ خاصا مشکل ہے کہ اگر اسمبلی نے بل کو پاس کر دیا اس میں کئی کلاز ایسی ہیں جو ہم نے پاس نہیں کیں تو پھر ان کے متعلق کیا ہو گا یا ہم نے بعض کلاز پاس کر دیں اور قومی اسمبلی نے ان کو مسترد کر دیا تو اس صورت میں کیا حالات پیدا ہوں گے - میں سمجھتا ہوں کہ اس کے اوپر ابھی کافی مطالعہ کی ضرورت ہے اور اس کے اوپر مزید غور و خوض کیا جائے اور میری اپنی تجویز یہ ہو گی کہ ہم وزارت مالیات یا جو دوسری متعلقہ وزارتیں ہیں ان کو کہیں کہ وہ اس کے اوپر ایک پیپر تیار کریں کہ کس طریقے سے amicably یہ سسٹم چل سکے گا بس یہی چند باتیں مجھے عرض کرنا تھیں ، آپ کا شکریہ -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : سید برکات شاہ صاحب شکریہ ، بریگیڈئیر قیوم صاحب -

بریگیڈئیر(ریٹائرڈ) عبدالقیوم خان : بسم اللہ الرحمان الرحیم ، شکریہ چیئرمین صاحبہ! اس کے باوجود کہ وقت نہیں ہے آپ نے مجھے وقت دیا ویسے بھی پروفیسر خورشید صاحب جب کسی تحریک کے محرک ہوں اور ان کو تیس منٹ ملیں تو پھر اور کسی کے بولنے کی گنجائش ہی نہیں رہتی ہے لیکن میں اس سلسلے میں کافی involve رہا اور میں اکثر سوچتا رہا کہ جب سینیٹ بنایا گیا تھا تو اس کو کیوں اتنا بے اختیار بنایا گیا تھا میں نے اس سلسلے میں ۱۹۷۳ء کے آئین کے مصنفین میں سے بہت سے لوگوں سے بات کی ہے - میری خواہش تھی کہ یحیٰی بختیار صاحب یہاں بیٹھے ہوتے تو شاید وہ مجھے بھی بتاتے جو مجھے ان لوگوں نے بتایا - اس وقت دماغ میں یہ خیال تھا کہ پاکستان کے لئے یہ بالکل ہی نیا تصور ہے کہ تمام صوبوں کی نمائندگی برابر ہو اور اس کو چلانے کے لئے تجربے کی ضرورت ہو- اس وقت بنیادی بات جو خیال میں رکھی گئی تھی وہ یہ تھی کہ جو آئین متفقہ طور پر پاس ہوا تھا اس میں تمام صوبوں کا بھی اتفاق رائے تھا - اس میں کوئی صوبہ اکثریت کی وجہ سے یکطرفہ طور پر ترمیم نہ کر سکے - آپ نے دیکھا ہو گا کہ آئین کی ترمیم کو اسی لئے اتنا سخت اور مشکل بنایا گیا ہے کہ اگر قومی اسمبلی دو تہائی کی اکثریت سے پاس بھی کرے اور اگر سینیٹ اس کو پاس نہیں کرے گا تو وہ ترمیم joint sitting میں پھر نہیں جائے گی بلکہ وہ ختم ہو جائے گی لیکن خیال اس وقت بھی یہی تھا اور سب مصنفین جن سے میں نے بات کی انہوں نے یہی کہا کہ خیال تھا کہ جوں جوں تجربہ ہوتا جائے گا سینیٹ کو مزید با اختیار بنایا جائے گا - پھر ۱۹۸۵ء میں جب اس کو مزید اختیارات دیئے گئے تو اس کے بعد اس ایوان نے یہ ثابت کیا کہ یہ اس سے بھی زیادہ اختیارات کا حامل ہو سکتا ہے اور ان کو بطریق احسن استعمال کر سکتا ہے - میرا خیال ہے اب وہ تجربے کا وقت گزر چکا ہے - تجربہ ہمارے سامنے ہے اور یہ ایوان تمام اختیارات کو صحیح استعمال کرنے کے قابل ہے -

[Brig. (Retd.) Abdul Qayyum Khan]

اس سے پہلے بھی ایک دفعہ یہ مسئلہ یہاں سامنے آیا جب وزیراعظم محمد خان جونیجو صاحب نے ، شاید آپ کو یاد ہو گا ، ایک کمیٹی بنانے کا وعدہ کیا - یہ اتنا سیدھا سادھا مسئلہ تو نہیں ہے پروفیسر صاحب بھی تسلیم کریں گے کہ اگر ۱۹۸۸ء جیسی حالت پیدا ہو کہ قومی اسمبلی میں کسی کی اکثریت ہو اور سینیٹ میں کسی اور کی اکثریت ہو تو شاید بجٹ پاس کرانے میں مشکلات پیش آئیں گی لیکن ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے جس کا کوئی حل نہ نکالا جا سکے اس وقت بھی یہی خیال تھا اور اس پر اتفاق ہوا تھا کہ قومی اسمبلی اور سینیٹ کی ایک مشترکہ کمیٹی بنائی جائے گی جو اس کا حل نکالے گی تا کہ سینٹ بھی بجٹ میں اپنا کردار ادا کر سکے - میں صرف یہ چند واقعات یاد کرانا چاہتا ہوں شاید یہ سب کو یاد ہوں ، سینٹ کو ویٹو پاور تو کبھی نہیں دیا جائے گا لیکن سینٹ کو بجٹ پر بحث کرنے کا حق تو ضرور دیا جائے کیوں کہ یہ دنیا کے تمام ملکوں میں ہے اور جہاں ایوان بالا منتخب بھی نہیں ہے ان کو بھی بجٹ پر بحث کرنے کا حق ہے لیکن یہاں تو بحث کرنے کا حق بھی نہیں ہے - ہمیں کہیں سے بسم اللہ تو کرنی چاہیئے اور میں پروفیسر خورشید صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے ایک بہت اہم قرارداد پیش کی ہے - یہ سب کے دل میں خواہش تھی کہ یہ قرارداد پاس ہونی چاہیئے اور میں پوری طرح سے اس کی حمایت کرتا ہوں -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : چوہدری امیر حسین صاحب -

چوہدری امیر حسین : محترمہ چیئرمین صاحبہ ! میں آپ کا شکرگذار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا - میں نے فاضل ممبران کی آراء سنی ہیں اور انہوں نے جو دلائل دیئے ہیں بڑے وزنی ہیں اور ایوان کا جو consensus بنا ہے میں یہ پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس قرارداد کو مکمل اتفاق رائے سے پاس ہونا چاہیئے اور مجھے اس بات کی بھی بڑی خوشی ہے کہ ایوان بالا میں جہاں ہمارے سیاسی بھائی تشریف فرما ہوتے ہیں وہاں پروفیشنلز ماہرین اور مذہبی سکالرز بھی ہوتے ہیں یعنی ماہرین اس ایوان میں موجود ہوتے ہیں- میں جس ٹیکنیکل اور لیگل بات کی طرف اشارہ کرنا چاہ رہا تھا وہ یہ تھی اور قبل اس کے کہ میں اس کا ذکر کروں جو یہاں متفق علیہ آراء سامنے آئی ہیں میں حکومت پاکستان کو اس سے آگاہ کروں گا اور وزیر خزانہ صاحب یہاں موجود ہیں اور زیادہ تعلق ان ہی کا ہے کیوں کہ بجٹ پیش کرنا ، بجٹ تیار کرانا اور بجٹ پاس کرانا سب سے زیادہ وزارت خزانہ کا کام ہوتا ہے - قانونی طور پر جو میں کہنا چاہ رہا تھا وہ یہ بات تھی کہ بہت سی ایسی چیزیں ہیں کہ یہ جو مقصد ہم حاصل کرنا چاہتے ہیں یہ قرارداد سے نہیں ہوتا - قرارداد ہوتی ہے کہ سفارشات حکومت کو دے دی جاتی ہیں لیکن یہ ایک بااختیار ادارہ ہے - ایک خصوصی اختیار بھی اس کے پاس موجود ہے کہ specifically ایک course دے دیا گیا ہو جس سے ایک specific relief مل سکتا ہو تو پھر میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے بہتر طور پر اس کو

اس ایوان میں پیش کیا جا سکتا تھا - لیکن اب مجھے اس بات کا احساس بھی ہے کہ اس میں بھی کافی دقتیں پیش آتی ہیں یعنی اگر یہاں آئینی ترمیم پیش کی جاتی تو اس میں بھی بہت سی دقتیں پیش آتیں اس لئے جو آراء سامنے آئی ہیں اور قائد ایوان نے بھی اپنی رائے کا اظہار کیا ہے انہوں نے بھی اس کی تائید کی ہے لیکن چند ایک مشکلات کا تمام سپیکر صاحبان نے اظہار کیا ہے کہ یہ کوئی اتنا آسان کام نہیں جو فوری طور پر ہو جائے۔ ایک تو آئینی ترمیم کی ضرورت ہوگی دوسرا جو اس وقت مسئلہ ہے وہ یہ ہے کہ دونوں ایوانوں میں difference of opinion ہو جاتا ہے تو پھر کیا ہوگا فرض کریں ایوان بالا میں فنانس بل پیش ہوتا ہے یا قومی اسمبلی میں پیش ہوتا ہے - ایک ایوان پاس کرتا ہے دوسرا نہیں کرتا- پھر مشترکہ اجلاس ہوتا ہے کیوں کہ ملکی معاملات کو مالی طور پر چلانے کے لئے ایک ٹارگٹ ڈیٹ مقرر ہوتی ہے اس تاریخ تک اس کو پاس کرنا ہوتا ہے ان ساری چیزوں کو مدنظر رکھا جائے گا - یہاں جو اتفاق رائے ہوا ہے جن جذبات کا اظہار یہاں کیا گیا اور جو یہاں دلائل دیئے گئے وہ بڑے وزنی ہیں ، میں ان سے اتفاق بھی کرتا ہوں بہت سے ممالک میں یہ مجوزہ ڈسکشن کا خاص طور پر یہ اختلاف رائے والی بات کا بھی طریق کار ہے اس سے بھی یہ اختلاف دور ہو سکتا ہے - صرف ڈسکشن کی حد تک میں اپنے بھائیوں کی اوراس ایوان کی رائے کو حکومت پاکستان تک پہنچاؤں گا اس کے ساتھ میں آپ سے اجازت بھی چاہونگا - شکریہ جناب -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : شکریہ ، جناب سرتاج عزیز صاحب -

جناب سرتاج عزیز : جناب چیئرپرسن صاحب ! جو دلائل دیئے گئے کہ اپر ہاؤس کو فیڈریشن میں برابر نمائندگی اور اسکی ہیئت ترکیبی اور اس کے مقام کی وجہ سے money matters میں اور بجٹ میں ایک رول دیا جائے - اس سے تو کوئی انکار نہیں ہے اور بہت سے ممبران نے بہت اچھی دلیلیں دی ہیں لیکن میرے خیال میں یہ قرارداد جو ہے یہ قابل عمل alternatives سے ذرا آگے جاتی ہے جیسا کہ ابھی بریگیڈیئرقیوم صاحب نے کہا ایسی صورت حال ہوسکتی ہے جیسے پچھلے دو سال میں تھی کہ لوئر ہاؤس میں ایک پارٹی کی میجارٹی ہو اپر ہاؤس میں نہ ہو - اگر یہ کہا جائے کہ اس کی approval کو obligatory کیا جائے اور متعلقہ آرٹیکل میں ترمیم کر کے منی بل کو زیر بحث لانے کے لئے سینٹ کو مجاز کیا جائے تو ہمارے آئینی نظام میں یہ فٹ نہیں ہوتا کیونکہ جس ہاؤس کو گورنمنٹ منتخب کرنے کی اجازت ہو وہ اپنا بجٹ اپنی میجارٹی سے پاس نہ کرسکے اور اپرہاؤس میں دوسری میجارٹی ہونے کی وجہ سے حکومت کا جو نظام ہے وہ رک جائے گااس لئے اس موضوع پر اگر کوئی ریزولیوشن پاس کرنا ہے توانڈیا کا جو ماڈل ہے جس میں اپر ہاؤس بجٹ ڈسکس کرتا ہے لیکن پاس نہیں کرتا وہ مجھے زیادہ قابل عمل لگتا ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ ہم نے رولز آف

[Mr. Sartaj Aziz]

پروسیجر کی جو رپورٹ ۱۹۸۶ء میں submit کی تھی اس میں ان lines پر سفارشات بھی کی تھیں اگر سینٹ یہ ریزولیشن پاس کرنا چاہتا ہے تو ان lines پر اگر اس کی ترمیم کر دی جائے تو پھر شاید کوئی راستہ نکلے جیسے وزیر قانون صاحب نے کہا یہ سیاسی مسئلہ ہے اور اس کی implementation گورنمنٹ کے ہاتھ میں نہیں ہے ، لوئر ہاؤس یعنی نیشنل اسمبلی کے ہاتھ میں ہے اس کے لئے زمین ہموار کرنا اوراس کے لئے مذاکرات کرنا ضروری ہے جو ریزولیوشن پیش ہو وہ قابل عمل ہو اور ہماری constitutional scheme of things میں کس حد تک فٹ ہو سکے - میں گورنمنٹ کی طرف سے اس پر کسی opinion کا اظہار نہیں کر رہا کہ اس کی کیا پالیسی ہو گی لیکن بطور ایک سینیٹر کے اس کو ان lines پر modify کر دیا جائے کہ سینٹ کو consult کیاجائے لیکن اس کی approval جو ہے وہ سینیٹ سے ضروری نہ ہو تو یہ زیادہ قابل عمل ہوگا -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب سرتاج عزیز صاحب میں اس کو ہاؤس کے سامنے ووٹنگ کے لئے رکھتی ہوں پھر وہ جس طرح ترمیم وغیرہ لانا چاہیں گے ان کی مرضی ہوگی -

جناب سرتاج عزیز : آپ ہاؤس کی رائے لے لیں - یہ ترمیم جو ہے اگر آپ چاہیں تو میں اس کو formulate بھی کرسکتا ہوں لیکن میں نے تو ایک ترمیم کی شکل دی ہے -

پروفیسرخورشیداحمد: یہ مسئلہ نہیں ہے میں نے خود اپنی تقریر میں یہ بات کہی ہے - میں کوئی specific چیز اس کے لئے نہیں چاہتا ہوں - میں تو چاہتا ہوں کہ اس کے رول کو ہم ڈسکس کرکے باقی ڈسکشن اور افہام و تفہیم evolve کریں - اگر کوئی الفاظ آپ ایسے چاہتے ہیں تو اس پر غور کیا جا سکتا ہے -

جناب سرتاج عزیز: If its approval by the Senate is made obligatory اگر یہ پاس ہو گیا تو then you are presenting something that is not even negotiable, and is not even practicable.

میڈم ڈپٹی چیئرمین : سرتاج عزیز صاحب آپ کی ترمیم تو آئی نہیں -

جناب سرتاج عزیز : میں صرف ایک point raise کر رہا تھا اس کو approve کریں تو پھر ترمیم بھی آ سکتی ہے -

سید اقبال حیدر : شکریہ بیگم صاحب - اس مسئلے کو ہاؤس کی کمیٹی کے سپرد کیا جائے جو اس مسئلے کو غور سے دیکھے اور اپنی سفارشات دے تا کہ آئین کے تحت یہ ترمیم ہو سکے - یہ تجویز تھی اگر محرک اس سے اتفاق کرتے ہیں - جناب سرتاج عزیز صاحب نے تو ایک way out بتایا ہے -

Madam Deputy Chaiman: Now, I put the resolution to the House. The resolution is that this House recommends

(interruption)

پروفیسر خورشید احمد: ایک منٹ ، ذرا ایک منٹ ٹھریئے - میرا خیال یہ ہے کہ سرتاج بھائی نے جو بات کہی ہے - ہم نے پورا معاملہ بہت ہی اچھی فضا میں ڈسکس بھی کیا ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ نیشنل اسمبلی بھی اسی فضا میں اس پر غور کرے - جو اس کی تفصیلات ہوں گی اس کے بارے میں کوئی commitment کسی کی طرف سے بھی نہیں ہے - میرا خیال ہے کہ ہم اس کو اس طرح کرتے ہیں -

This House recommends that the Annual Budget be laid before the Senate for discussion and recommendation and suitable changes be made in the relevant.....

میڈم ڈپٹی چیئرمین : اچھا یہ obligatory وغیرہ کاٹ دیں -

پروفیسر خورشید احمد : اس سے یہ ہو جائے گا پھر وہ basis بن جاتا ہے جیسا کہ حیدر صاحب نے کہا اور میری تجویز بھی یہی ہے خود پارلیمنٹ کے دونوں ہاؤسز کی ایک کمیٹی ہو -

Syed Abdullah Shah: Madam Chairperson! I am on a point of order.

Madam Deputy Chairman: Yes, Abdullah Shah Sahib.

Syed Abdullah Shah: I draw your kind attention to Rule

[Syed Abdullah Shah]

This pertains to amendments to a resolution. Ordinarily the notice of an amendment shall be given two clear days before the day on which the resolution is to be taken into consideration. If notice of an amendment has not been given, two clear days before the day on which it is moved, any member may object to the moving of the amendment and thereupon the objection shall prevail unless the Chairman in his discretion allows amendment to be moved. My submission is that time for moving an amendment has passed and this will be totally a new resolution. The entire House has unanimously supported the resolution. The details will be worked out when a proper legislative amendment for the Constitution is brought about. We can move those amendments then. This is not the time to change the resolution unnecessarily. By this way we are not amending the Constitution.

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب عبداللہ شاہ صاحب دیکھئے unless the Chairman in his discretion allows the amendment to be moved.

سید عبداللہ شاہ: آپ کا جو اختیار ہے وہ بھی میں نے پڑھا میری گزارش یہ ہے اب تو وقت گزر چکا ہے پورے ہاؤس میں سے کسی نے بھی اس ریزولیوشن کے خلاف ایک لفظ نہیں بولا ہے - سب نے unanimously پاس کیا - اب جو constitutional amendments آئیں گی وہ تو خود گورنمنٹ یا پرائیویٹ ممبرز اس کو formulate کریں گے اور اس میں جوآپ کرنا چاہیں In the light of this resolution. کر سکتے ہیں - لیکن اس کی وجہ سے آپ دستور کو amend تو نہیں کر رہے ہیں اس کا پورا جو concept ہے وہ change ہو رہا ہے -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب محمد علی خان ہوتی صاحب آپ اس پر کچھ کہنا چاہیں گے - جناب پروفیسر خورشید صاحب -

پروفیسر خورشید احمد : مختلف اراکین نے اس پر رائے دی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ہم اس معاملے میں اوپن ہیں اس لئے ہم یہ نہیں کہتے کہ لازماً مساوی اختیارات ہوں -

ہم نے یہ کہا ہے کہ اس میں effective role ہمیں ملنا چاہیئے اور effective role و spellout کرنا پڑے گا میں تو اس معاملے میں بہت اوپن ہوں ۔۔۔۔۔۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب رحیم مندوخیل صاحب پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب عبدالرحیم مندو خیل : پوائنٹ آف آرڈر جناب چیئرمین ان الفاظ کی تبدیلی سے and its approval by the Senate be made obligatory. اگر ان الفاظ کو ہم ہٹا دیں تو تمام مفہوم ختم ہوتا ہے جو قرارداد پیش کی گئی ہے اس میں recommendation یا consultation کے الفاظ ہوں تو اس کے کوئی معنی نہیں! جب اس کو اختیارات دیئے جائیں گے یہ obligatory ہونے چاہئیں اگر آپ الفاظ تبدیل کریں گے تو اس کا کوئی مفہوم نہیں نکلے گا ۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب حسن اے شیخ صاحب آپ اس پر اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں گے یعنی expert opinion دیں گے ۔

Mr. Hasan A. Shaikh: My opinion is that this Resolution can be deferred to the next day and in that time the Ministers concerned and the movers should meet together, formulate and by consent move an amendment so that it is passed.

میڈم ڈپٹی چیئرمین : چوہدری امیر حسین صاحب ۔

چوہدری امیر حسین : محترمہ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ بڑے اچھے ماحول میں گفتگو ہوئی ہے اور تمام دوستوں نے بڑے اچھے دلائل دیئے ہیں ۔ اس ماحول کو برقرار رکھنے کے لئے محرک صاحب نے خود اس بات کی تائید کی جو سینیٹر سرتاج عزیز نے ایک amendment کے حوالے سے کی ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ دوران بحث اراکین کی اکثریت نے اس جانب اشارہ بھی کیا ہے کہ

It be laid before the Senate for discussion and recommendation.

جو مفہوم تمام تقاریر کا نکلتا ہے وہ یہ ہے کہ کوئی ایسی بات نہ ہو جیسے کہ نیت بھی نہیں کہ یہ ایوان کسی ادارے کا خدانخواستہ کوئی اختیار حاصل کرنا چاہتا ہے یا سلب کرنا چاہتا ہے۔ کیونکہ اس کے لئے آئین میں ترامیم بھی درکار ہوں گی اور یہ ایک ایوان کر نہیں سکتا ۔ پروفیسر صاحب نے تائید کی اور سینیٹر سرتاج عزیز صاحب نے اس ترمیم کو پیش کیا ۔ جناب

[Ch. Amir Hussain]

کے پاس دو دن کی شرط کو condone کرنے کا اختیار ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ اگر اس پر اتفاق رائے نہیں تو اس کو ہاؤس میں پٹ کرنا پڑے گا کہ ہاؤس اس کو carry کرتا ہے یا نہیں اور پھر amended Resolution put کرنا پڑے گا - جناب والا، یہ طریقہ کار ہے -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : تو پھر میں اسے ہاؤس میں put کرتی ہوں -----

پروفیسر خورشید احمد : جناب والا -----

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جی فرمائیے -

پروفیسر خورشید احمد : بلا شبہ لفظ obligatory ہے اور میں نے اس کو جان بوجھ کر رکھا تھا صرف اس لئے کہ آپ ایک ایسی چیز سامنے رکھتے ہوئے بحث و تمحیص کے بعد کوئی ورکنگ چیز نکال سکیں - لیکن میرا attitude جو رہا ہے ، وہ یہ ہے کہ میں ہمیشہ یہ چاہتا ہوں کہ ہاؤس کو ساتھ لے کر چلوں ، جیسے کہ یہ موزوں ہے ، ہم چاہیں گے کہ نیشنل اسمبلی کو بھی ساتھ لے کر چلیں - اس لئے کوئی ایسی بات نہ کی جائے -----

میڈم ڈپٹی چیئرمین : پروفیسر صاحب آپ یہ چاہتے ہیں کہ جو ترمیم سرتاج عزیز صاحب نے پیش کی ہے -----

پروفیسر خورشید احمد :میں modified resolution پڑھ دیتا ہوں اور میں اپنے بھائیوں سے درخواست کروں گا کہ آپ اسے اس سپرٹ میں لیں کہ ہم ایک نئی opening کر رہے ہیں ، شروع ہی میں نیشنل اسمبلی کے ممبران کو اگر یہ گمان پیدا ہو جائے کہ ہم ان کے کسی حق پر کوئی دست درازی کر رہے ہیں تو پھر آپ اپنے اس مقصد کو حاصل نہیں کر سکیں گے - اس لئے ہمیں کوشش وہ کرنی چاہیئے جس سے کہ ہم اپنا مقصد بھی حاصل کر سکیں ، اور دوسروں کو ساتھ لے کر چل سکیں - میں نے اپنی تقریر میں اسی بات کو emphasize کیا ہے - اس لئے اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنے ریزولیوشن کو دوبارہ پڑھے دیتا ہوں -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جی پڑھیئے -

Prof. Khurshid Ahmed: "This House recommends that the

Annual Budget be laid before the Senate for discussion and recommendation and suitable changes be made in the relevant articles of the Constitution authorising the Senate to discuss and pass Money Bills.

(مداخلت)

It is further recommended that the Prime Minister may form a committee of the Parliament to develop through mutual discussion concrete proposals for constitutional amendment.

میڈم ڈپٹی چیئرمین : دوبارہ پڑھ دیں -

پروفیسر خورشید احمد : میں دوبارہ پڑھے دیتا ہوں -

"This House recommends that the Annual Budget be laid before the Senate for discussion and recommendation and suitable changes be made in the relevant articles of the Constitution authorising the Senate to discuss and pass Money Bills. The Senate further recommends that the Prime Minister may form a committee of the Parliament to discuss and agree upon constitutional amendments for this purpose."

جناب سرتاج عزیز : اس ریزولیوشن میں جو الفاظ ہیں ان کو self contradictory نہیں ہونا چاہیئے - پہلے پیراگراف میں تو ہم کہتے ہیں کہ for discussion and recommendation اور آخر میں کہتے ہیں for passing. We can't have a resolution which is inconsistent within itself. So, it has to be consistent. Secondly by asking the Prime Minister to set up a committee of the Parliament in which other House is involved, we are asking him to formulate agreed recommendation, we are presuming the agreement of the other House. جیسے وزیر قانون صاحب نے کہا کہ ہم اس کے ذریعے بحث کے لئے ایک راستہ کھول رہے

[Mr. Sartaj Aziz]

ہیں تو اس کو آپ اس طرح نہ لیں -

we have already created a position in which we are presuming the acceptance or reaction of the other House because we are addressing this resolution to the Government which is a different matter; you are addressing this resolution to the other House, therefore, the sensitivity and the respect of their right to agree or not agree should be fully protected.

میری یہ تجویز ہو گی کہ ان کی جو پہلے والی تجویز (ریزولیوشن) تھی -

"The House recommends that the annual budget be laid before the Senate for discussion and recommendation and suitable changes be made in the relevant article of the Constitution."

It can then be adopted by the House and then let the Government and the Prime Minister decide how do they prepare the ground, how do they approach the other House. In my view going beyond this at this stage will defeat the purpose of the Resolution.

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب لیڈر آف دی ہاؤس ، کیا آپ اس پر کچھ کہنا چاہیں گے -

جناب محمد علی خان: میڈم چیئرپرسن صاحبہ ، فارسی میں کہتے ہیں کہ مدعی سست و گواہ چست - پروفیسر خورشید صاحب نے اپنے اس ریزولیوشن میں کچھ ترامیم کرنا چاہیں تو اس کے بعد بعض دوستوں نے اعتراض فرمایا حالانکہ محرک وہی تھے ، اور جس طریقے سے وہ اسے پیش کرنا چاہتے تھے ، اس کا انہوں نے طریقہ بھی بتا دیا کہ ترامیم کے لئے دو دن کا وقت درکار ہوتا ہے ، اس چیز کو ختم کرنے کا اختیار بھی چیئرمین سینٹ کو حاصل ہے کہ اگر وہ خود اس کو ایک طرف کر کے کوئی حکم دیں تو وہ بھی یقیناً درست ہے - اب جو چیز اس ہاؤس کے سامنے پیش کی گئی ہے، اس میں کچھ ترمیم ہو گئی ہے - کہ اس ہاؤس کی discussion اور recommendation گورنمنٹ کے پاس جائے اور پرائم منسٹر ایک کمیٹی مقرر فرمائیں جو کہ پارلیمنٹ کی ہو ، پارلیمنٹ کا مطلب ہے کہ دونوں ایوانوں کے ممبر اس

میں بیٹھیں -

جناب والا! ہماری خواہش یہی ہے اور کوشش یہی ہے کہ ایوان زیریں کے جو ممبران ہیں ان کو ساتھ لے کر چلیں تو تب جا کر کہیں ہم منزل مقصود تک پہنچ سکیں گے It is very plain and simple- میرے خیال میں اگر آپ اسی کو پاس کرلیں تو اس میں کوئی خاص مضائقہ نہیں ہو گا -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب پروفیسر صاحب ،

پروفیسر خورشید احمد : محترمہ! جناب سرتاج عزیز صاحب نے جو "پاس " کے بارے میں بات کہی ہے ، اس سلسلے میں ، میں ان کی غلط فہمی دور کر رہا ہوں کہ لفظ "پاس " کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ کسی کو ویٹو کیا جا رہا ہے اور مثال کے طور پر انگلستان کی پوزیشن یہ ہے کہ اگر ہاؤس آف کامنز تیس دن تک اسے approve نہیں کرتا ہے تو it would be deemed to have been passed آپ اس لفظ "پاس " پر معترض نہ ہوں اور چونکہ میں نے accommodate کر لیا in spirit of the proposal اس لئے موجودہ شکل میں جیسے میں نے اب پیش کیا ہے اسے پاس کیا جائے -

میڈم ڈپٹی چیئرمین : اب میں آپ کو یہ ریزولیوشن پڑھ کر سناتی ہوں -

This House recommends that the annual budget be laid before the Senate for discussion and recommendations and suitable amendments be made in the relevant articles of the Constitution authorising the Senate to discuss and pass Money Bills and the Senate further recommends that the Prime Minister may form a committee of the Parliament to examine this question and formulate necessary amendment to the Constitution to achieve the above objectives.

Now, I put the Resolution to the House. The resolution is:

"This House recommends that the annual budget be laid before the Senate for discussion and recommendations and suitable

[Madam Deputy Chairman]

amendments be made in the relevant articles of the Constitution authorising the Senate to discuss and pass Money Bills. The Senate further recommends that the Prime Minister may form a Committee of the Parliament to examine this question and formulate necessary amendments to the Constitution to achieve the above objectives."

(The motion was adopted)

Madam Deputy Chairman: The resolution is adopted.

Mr. Sartaj Aziz: Madam Chairperson I will have to record my reservation on this resolution that I cannot participate in this vote.

(interruption)

Mr. Sartaj Aziz: I know but I have to reserve my position on this resolution for the record because I have not participated in the passage of this resolution.

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جی آئٹم نمبر ۴ جناب بوستان علی ہوتھی صاحب سے درخواست ہے کہ ریلوے سے متعلقہ تحریک پر بحث شروع کریں ۔

میر ہزار خان بجارانی : پوائنٹ آف آرڈر ، چیئرمین صاحب! آج تین بجے نیشنل اسمبلی کا اجلاس بھی ہے تو دو گھنٹے آپ نے بحث کے لئے رکھے تھے ----

میڈم ڈپٹی چیئرمین : بڑا اہم ایشو ہے اب تو آپ قومی اسمبلی میں چلے گئے ہیں شاید آپ کو سینیٹ کی اہمیت محسوس نہیں ہو رہی ۔

میر ہزار خان بجارانی : نہیں ایسی بات نہیں ہے میں اب بھی سینیٹ کو اسی احترام سے دیکھتا ہوں ۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: میں جی کم ٹائم دے دوں گی لیکن یہ اہم مسئلہ ہے۔

میر ہزار خان بجارانی: کیونکہ آج میرے وہاں سوالات ہیں ------

میڈم ڈپٹی چیئرمین: جناب بوستان علی ہوتھی صاحب وزیر صاحب کہہ رہے ہیں کہ ان کے وہاں سوالات ہیں -

جناب بوستان علی ہوتھی: بالکل جی ہم کم سے کم وقت لیں گے تین بجے تک آپ وائنڈ اپ کر دیں -

میڈم ڈپٹی چیئرمین: تین بجے ان کا اجلاس شروع ہو رہا ہے وہ کہہ رہے ہیں کہ ان کے وہاں سوالات ہیں -

جناب بوستان علی ہوتھی: ابھی تو دو بھی نہیں بجے - تین سوا تین بجے ہاؤس شروع ہو گا ہم تین بجے ختم کر دیں گے -

میڈم ڈپٹی چیئرمین: وہ کہہ رہے ہیں کہ ان کے وہاں سوالات ہیں جن کے لئے کچھ تیاری کرنی ہے -

میر ہزار خان بجارانی: نہیں اگر یہ پونے تین بجے تک ختم کر دیں تو -

میڈم ڈپٹی چیئرمین: پونے تین بجے ختم کرا دوں گی -

جناب بوستان علی ہوتھی: نہیں اگر آپ چاہیں تو بے شک دوسرے تیسرے روز رکھ لیں تا کہ تسلی سے ہم بحث کر لیں -

میڈم ڈپٹی چیئرمین: میرا خیال ہے یہ اہم issue ہے اس کو اگلی نشست پر رکھتے ہیں - تا کہ سب تسلی سے حصہ لے سکیں میں پورے ہاؤس سے پوچھتی ہوں -

(Agreed)

Madam Deputy Chairman: Thank you Bostan Ali Hothi

[Madam Deputy Chairman]

Sahib.

Now the House is adjourned to meet again on 15th May, 1991 (Wednesday) at 10.30 a.m.

[The House adjourned to meet again at ten thirty of the clock in the morning on Wednesday, the 15th of May, 1991].

PCPPI—1144 (92) Senate—3-9-92—300.